THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, the July 05, 2024
(340th Session)
Volume VII, No.01
(Nos.01-03)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume VII	SP.VII (01)/2024
No.01	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 2
2. Questions and answers 3
3. Leave of Absence 34
4. Consideration and Passage of [The State-Owned enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024] 35
   - Senator Syed Ali Zafar 37
   - Senator Azam Nazeer Tarar 39
   - Sardar Awais Ahmed Khan Leghari, Minister for Energy 40
   - Senator Mohammad Ishaq Dar, Minister for Foreign Affairs, Leader of the House 42
   - Senator Syed Shibli Faraz 47
5. Calling attention notice raised by Senator Falak Naz regarding excessive and un-announced load shedding of electricity in Upper and Lower Chitral 54
6. Point of Public Importance raised by Senator Zamir Hussain Ghumro regarding 5th July, 1977 when Zulfiqar Ali Bhutto's Government was overthrown 61
   - Senator Poonjo 63
   - Senator Jan Muhammad 64
   - Senator Saifullah Abro 65
   - Senator Syed Masroor Ahsan 66

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, the July 05, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fourty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ
الْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝۵ اِنَّ فِی
اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝۶
اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ
اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ۙ

ترجمہ:۔ وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور کاموں کا حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے سمجھنے والوں کیلئے وہ اپنی آیتیں کھول کر بیان فرماتا ہے۔ رات اور دن کے (ایک دوسرے کے پیچھے) آنے جانے میں اور جو چیزیں اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کی ہیں (سب میں) ڈرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے ہیں وہ ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں۔

سورۃ یونس آیات ۵تا۷)

Mr. Chairman: Question Hour.

Questions and answers

Mr. Chairman: Question No.05. Senator Falak Naz. She is not well today, she is not present,

یہ سوال موخر کردیں۔ اس میں جو باقی سوالات ہیں، سوال نمبر 08. سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ یہ سوال بھی موخر کردیں۔ سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ، سوال نمبر 09.

Senator Fawzia Arshad: Sir, can you give me a minute, let me take out my glasses.

Mr. Chairman: I didn't follow.

Senator Fawzia Arshad: I just wanted a minute for my glasses.

Mr. Chairman: No problem.

Senator Fawzia Arshad: Thank you so much.

*Question No. 9 **Senator Fawzia Arshad:**

> *Will the Minister for Interior be pleased to state whether it is a fact that the CDA has not established depots for public transport buses to be received from China in upcoming months, if so, the reasons thereof, indicating also the time by which the same will be completed?*

Syed Mohsin Raza Naqvi: A bus depot with charging facility has been established at Jinnah Convention Center for charging of Electric buses received in 1st batch. Moreover, a charging facility at Bus Depot in Sector H-9 is also being developed to cater for the 2nd batch of 70x Electric-buses and would be made operational after one month of mandatory driver's training.

The bus depots at Taramri, I-9/H-9 and Zero Point were tendered twice, but unfortunately, the bids

received were on a significantly higher than estimated cost and were therefore canceled. These depots will be tendered again shortly and are expected to be completed within a period of five (05) months.

Mr. Chairman: Answer taken as read, any supplementary?

سینیٹر فوزیہ ارشد: میں نے سوال یہی پوچھا تھا کہ چائنہ سے جو buses آرہی ہیں ان کے depots بنے ہوئے ہیں یا نہیں بنے ہوئے؟ مجھے جو جواب ملا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جو first batch آگیا ہے ان کا Jinnah Convention میں station/depot ہے۔ باقی جو second phase میں buses آئی ہیں جو کہ 70 plus ہیں ان کا ابھی کچھ operational نہیں ہوا ہے اور اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو drivers ہیں ان کو ایک مہینے کی mandatory training بھی دی جائے گی۔

جناب والا! انہوں نے لکھا ہے کہ tender دو بار ہوا اور دونوں بار unfortunately because of the higher rates accept نہیں ہوا۔ میرے پاس دو سوالات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس tender کی cancelation کے بعد ابھی مزید کتنا وقت چاہیے کہ اس tender کی دوبارہ سے bid ہوگی اور پھر اس کو accelerate کیا جائے گا اور اس پر جو بھی کام کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس پر کیا precautions لیے جا رہے ہیں کہ جو buses آئی ہوئی ہیں ان کی precautions کیا ہیں؟ وہ جہاں بھی ہیں کس طرح safely کھڑی ہوئی ہیں؟ ان کی safety کے بارے میں بھی پوچھنا ہے اور second tender کب تک ہونا ہے؟ یہ ساری کارروائی ابھی تک کیوں نہیں ہوئی ہے اور اتنا delay کیوں ہو رہا ہے؟

Mr. Chairman: Minister In charge.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ جیسے کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ 30 electric buses green environment دینے کے لیے اور لوگوں کو سہولت دینے کے لیے Islamabad Capital Territory پہنچ چکی ہیں اور ان کا Jinnah Convention Centre پر ڈپو قائم کر دیا گیا ہے۔ وہاں پر جو

charge 12 buses کو ایک ہی وقت میں وہ charging stations لگائے گئے ہیں وہ ایک ہی وقت میں 12 buses کو charge کریں گے اور تین گھنٹوں میں charge کریں گے وہ sufficient تصور کیے جاتے ہیں۔ آج phase-I کی soft opening بھی ہو رہی ہے۔ وہ جو 30 buses ہیں وہ operational ہوں گی، وہ چل رہی ہوں گی اور ان کے جو سارے لوازمات ہیں وہ مکمل ہیں۔ آپ نے جو دیگر buses کے بارے میں کہا وہ بھی بہت زیادہ delay نہیں ہیں اس میں آج میرے محکمے نے کہا ہے کہ پانچ مہینے ہم نے جو maximum time conceive کیا ہے وہ five months ہے جو پہلے دو tenders successful نہیں ہو سکے وہ 95% تک above the required value تھے۔ ظاہر ہے وہ feasible نہیں تھے ان کو rethink, re-evaluate کیا گیا اور اس کو دوبارہ float کیا جا رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ process بھی اگلے چار مہینوں میں یا ساڑھے چار مہینوں میں ہو جائے گا لیکن to be on the safe side انہوں نے پانچ مہینوں کے وقت کا تقاضا کیا ہے اس عرصے میں وہ بھی complete ہو جائے گا۔ تین جگہوں پر اس کے جب terminals بن جائیں گے تو ان کی جو maintenance, care and parking ہے وہ ساری ٹھیک ہو گی۔ فی الحال ہمارے پاس جتنی buses ہیں ہم نے ان کو باحفاظت Jinnah Convention Centre میں park کیا ہے اور ان کو functional رکھنے کے لیے کافی تصور کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: شکریہ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں یہ بہت اچھی بات ہے کہ یہ electrical vehicles کی طرف اور خصوصی طور پر public transport کی طرف shift ہو رہے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ آپ کا oil import bill کم ہو جائے گا لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آپ اس کی limit یہاں تک رکھ رہے ہیں یا پورے ملک میں بھی اس کو encourage کریں گے اور خاص طور پر as a policy ہم لوگوں نے دیکھا ہے کہ ایک policy ہونی چاہیے کہ جس میں آپ electric vehicles کو import کے لیے encourage کریں اور ان کو facilitate کریں اور خصوصی طور پر public

کے لیے کریں۔ کیا یہ اسلام آباد کے لیے limited ہوگا یا باقی جگہوں پر بھی آپ transport اس کو expand کرنے کی کوشش کریں گے؟

Mr. Chairman: Minister In charge.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بہت شکریہ۔ سینیٹر صاحب نے اچھی بات کی ہے۔ دیکھیں، جہاں تک وفاقی حکومت کا تعلق ہے transport ایک devolved subject ہے۔ ہم ICT کے علاوہ کہیں اور operations کر نہیں سکیں گے اور جو interior نے یہ ICT کے حوالے سے بھی کیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا اقدام ہے۔ دوسری طرف سے بھی اس کو سراہا گیا ہے۔ وفاقی حکومت کی یہ policy ہے کہ ہم اب clean energy کی طرف بڑھیں اور اسی کے لیے ہم نے solarization کے point of view سے اس بجٹ میں جو policies دی ہیں وہ friendly ہیں اور EV vehicles کے بارے میں بھی۔

ایک وضاحت کرتا چلوں کہ جیسے پیچھے یہ بات اٹھی تھی کہ EV vehicles پر کچھ جو چھوٹ تھی اس میں کمی کی گئی ہے۔ وہ صرف ان luxury vehicles کے اُوپر جو 2000cc یا 2500cc سے اُوپر ہیں، آپ سب کو یاد ہوگا اور دیکھا بھی ہوگا کہ AUDI کی یا Mercedes کمپنی کی بڑی مہنگی مہنگی گاڑیاں چھوٹ کی وجہ سے آرہی تھیں کہ جی یہ EV vehicles ہیں اس لیے آنا چاہیے۔ تو میرا خیال ہے کہ جو سہولیات ہیں، ان کو نچلے level سے شروع کرنا چاہیے تاکہ اشرافیہ تو taxes afford کر سکتا ہے لیکن جو چھوٹی vehicles ہیں وہ کم از کم available ہوں۔ جو آپ کو کچھ عرصے تک مارکیٹ میں نظر آئیں گی۔ میں brand names نہیں لوں گا جو production میں جا رہے ہیں۔ یہ چھوٹی vehicles ہوں گی جن پر taxes کو بڑا rationalize کیا گیا ہے اور عام لوگوں کو encourage کرنے کے لیے کہ وہ چھوٹی EV vehicles استعمال کریں۔

میرے خیال میں یہ ہمارے ملک کی بھی بھلائی میں ہے کہ جس ملک کا energy کا ایک سال کا import bill 27-28 billion dollars ہو۔ ہم EV vehicles کو جتنا زیادہ پھیلائیں گے، اتنا بہتر ہو گا اور ویسے بھی جو future ہمیں نظر آرہا ہے وہ electronic vehicles کا ہی ہے۔

جہاں تک بسوں کا تعلق ہے، policy میں بسوں کو چھوٹ بھی دی گئی ہے اور encourage بھی کیا جا رہا ہے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ دیگر صوبائی حکومتیں بھی اپنے transport projects میں اور private sector بھی اپنے transport projects میں EV vehicles کی ترویج کرے اور اس کو بڑھائے۔ ایک تو یہ environment friendly ہیں، دوسرا ہمیں اس کے fuel میں بہت بچت ہوگی۔ Government policies موجود ہیں اور ہم اسے encourage کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Honourable Senator Danesh Kumar.

سینیٹر دنیش کمار: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا سوال ہے منسٹر صاحب سے۔ آپ نے کہا پہلے batch میں موصول ہونے والی EV buses میرا پہلا سوال یہ ہے کہ آپ کو پہلے batch میں کتنی بسیں موصول ہوئیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ جو electric vehicles ہمیں China سے ملیں ہیں کیا وہ امداد کے طور پر ملیں ہیں یا وہ CDA نے خریدیں ہیں۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی حفاظتی اقدامات جیسے کہ جب depots بنیں گے، کیونکہ CNG کے طور پر جب ہوئے تھے تو کافی دھماکے ہوئے تھے۔ تو اس کے لیے کیا حفاظتی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ماشاءاللہ بڑا technical سوال کیا ہے دنیش کمار صاحب نے۔

جناب چیئرمین: اور بڑے آرام سے کیا ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں وہ میرے ساتھ آرام سے ہی رہتا ہے جی۔ جناب، کچھ MOUs ہیں کچھ level پر۔ جناب، 30 بسیں آئی ہیں اور ان 30 بسوں کو operationalize کرنے کے لیے ان کے drivers کی training, ان کے safety features, کیونکہ آپ سب کچھ use بھی کرتے ہیں، کچھ دیکھتے بھی ہیں، وہ جو اس کا plugin ہوتا ہے، اس میں کافی safety measures ہیں اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ CNG میں چونکہ cylinders کی quality کا issue ہوتا تھا لیکن اس میں تو batteries نے charge ہونا ہے۔ یہ کافی safe vehicles ہوتی ہیں۔ By and large ان میں خدا نخواستہ دھماکا یا کوئی ایسی بات کا بہت کم امکان ہوتا ہے۔

جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ Chinese company نے ہی ہمیں charging stations کے international standard لگا کر دیے ہیں۔ وہ functional ہیں اور ہم آج اس کی soft opening بھی کر رہے ہیں بلکہ میں درخواست کروں گا کہ ہمارے کچھ دوست سفر کرنا چاہیں تو وہ بھی اچھی بات ہے، ضرور کرنا چاہیے۔

جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ آپ نے پوچھا کہ یہ grant ہے یا خرید ی گئی ہیں۔ I believe کہ یہ arrangement کے تحت against a price import کی گئی ہیں۔ میرے خیال میں یہی صورتحال ہے لیکن اگر آپ اس پر مزید تفصیل جاننا چاہیں گے تو officials موجود ہیں تو آپ سوال پوچھ لیں، otherwise اجلاس کے اختتام پر میرا staff آپ کو inform کر دے گا۔

Mr. Chairman: Honourable Senator Zamir Hussain Ghumro.

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: بہت شکریہ جناب۔ میرا Point of Order ہے کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: Point of Order نہیں۔ پلیز، اگر تو question سے related آپ نے کرنا ہے تو ٹھیک ہے۔

Question No. 10. Senator Fawzia Arshad.

*Question No. 10 **Senator Fawzia Arshad:**

Will the Minister for Interior be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to complete the "Kurry Enclave" through joint venture, if so, the details thereof indicating also the expected time of its completion?

Syed Mohsin Raza Naqvi: There is a proposal under consideration to develop "Kurry Enclave" through Joint Venture.

Expression of Interest (EOI) was called from interested parties through Advertisement on 11-02-2024. In response, 08 parties submitted their applications.

Amended draft of Joint Venture Rules has been prepared and forwarded to Ministry of Interior on 25-06-2024 for vetting by Law & Justice Division. Request for proposal (RFP) documents are under preparation.

After finalization of RFP document and approval of Joint Venture Rules by Cabinet, the process for selection of successful candidate for joint venture will be started.

Expected time of completion of project is two years.

سینیٹر فوزیہ ارشد: شکریہ جناب چیئرمین۔ Question No. 10. اس پر میرا supplementary question یہ ہے کہ اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ

Mr. Chairman: I can’t hear you. Please if you can speak louder.

سینیٹر فوزیہ ارشد: کیاآپ مجھے سن سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، اب ٹھیک ہے۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: اس میں یہ کہ انہوں نے expression of interest to the parties through advertisement 11^{th} February 2024 کو کیا تھا اور Ministry of Interior نے prepare کیا ہے ایک اور draft of joint venture rules on 25^{th} June 2024. ابھی یہ کب تک ہے، میرا مطلب ہے کہ مجھے اس project کے بارے میں brief details دے دیں کہ یہ کب تک ہوگا اور اس کی کیا میعاد ہے۔

It will be nice for all of us to be enlightened by this project.

Mr. Chairman: Minister in charge.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ جو enclave ہے یہ commercial, residential and institutional project کا ہوگا اور جیسے کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ 11^{th} February 2024 میں جو proposals float کی گئی تھیں اس کے تحت 8 parties

کے کاغذات آئے۔ JV Draft Rules کی Cabinet نے بھی منظوری دے دی ہے۔ اس پر انہوں نے Law Ministry کی vetting لکھی تھی۔ میں آنے سے پہلے check کرکے آیا ہوں کہ اس پر Law Ministry کی vetting ہو چکی ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی تکمیل کا جو دورانیہ ہونا چاہیے، وہ دو سال ہوگا۔ اس کی documentations and approvals, جو کہ 80% ہو چکی ہیں، وہ ان شاء اللہ مزید دو سے تین ماہ میں مکمل ہو جائیں گی۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question No. 11. Today is your day, Fawzia Arshad Sahiba.

*Question No. 11 **Senator Fawzia Arshad:**

Will the Minister for Interior be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to establish NADRA offices at union council level in the country for issuance of CNICs to the people, if so, the details thereof?

Syed Mohsin Raza Naqvi: NADRA has prepared a comprehensive phase-wise 34 months plan, starting from limited NADRA services at **1,150 UCs** in first **10 months;** aimed at augmenting citizen registration by extending its **operational footprint** to union councils (UCs) level throughout Pakistan. Following services will be extended;

- Child registration certificate (CRC) – **Form B**
- Cancellation of NIC due to death (CD)
- NIC reprint/lost

Due to prospective **limitation** of **equipment, HR** and **infrastructural** requirements across **NADRA** and **UCs,** approximately **34 months** are required to **extend NADRA** counters across **all UCs** in Pakistan.

<u>PRE-PILOT DEPLOYMENT</u>

To validate the proof of concept, NADRA has deployed Mobile registration van/Bike service at 45 UCs in various districts across Pakistan.

سینیٹر فوزیہ ارشد: بہت شکریہ۔I am happy that it's my day ورنہ تو میرا number ہی last میں آتا ہے۔ It was on a lighter note. اچھا، یہاں پر جو question تھا وہ یہی تھا کہ NADRA کے جو offices ہیں وہ union council کے level تک ہونے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں کیونکہ اس سلسلے میں NADRA والوں سے میری بڑی لمبی اور گہری گفتگو رہی ہے اور رابطہ رہا ہے اور چونکہ میں اسلام آباد میں local government میں بھی تھی تو

I have worked a lot on grassroot level, and the problems faced by the people. That is the main reason I have put on this question. They have said that NADRA has prepared a comprehensive phase-wise 34 months plan.

اور انہوں نے 1150 UCs میں دس مہینے سے یہ شروع کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم Child Registration Certificate بھی کر دیں گے، in case of death cancellation بھی کر دیں گے اور reprint بھی کر دیں گے اور lost CNIC کو بھی address کر دیں گے۔

اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ NADRA میں ہم because of the funds across the country نہیں کر سکتے۔ جناب، ادھر یہ بات ہے کہ ہمارے پاس funds کا فقدان ہے۔ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر ادارے کا پہلا جواب ہی یہ ہوتا کہ ہمارے پاس finances نہیں ہیں۔ We cannot carry out جو بھی اس ادارے نے کام کرنا ہوتا ہے مگر NADRA ایک ایسا ادارہ ہے جس میں یہ mandatory ہونا چاہیے اور ایسا ہے بھی کیونکہ میں 2023 میں اپنا ایک amendment bill بھی لائی ہوں جس میں یہی کہا گیا ہے کہ NADRA shall register each and every citizen of Pakistan no matter where he or she lives. تو اس کے تحت وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس van یا bike پاکستان میں 45 UCs میں available ہیں جو جا کر نئے شناختی کارڈ بنا سکتے ہیں۔ جبکہ اگر ہم دیکھیں تو ہمارے پاس پورے پاکستان میں 156 plus districts ہیں اور اس میں سے صرف 45 کو آپ address کر رہے ہیں۔ تو یہ بہت کم ratio ہے اور اسے آپ کو devolve کرنا

ہوگا، not only at the Union Council level but it has to go to the village council پر جائیں اور اس کو دیکھیں کیونکہ اگر لوگ register نہیں ہوتے ہیں تو ہمارے بڑے security lapse ہو جاتے ہیں اور ہمارے ملک کے لیے بھی یہ کوئی خوش آئند بات نہیں ہے کہ لوگ اپنی registration کروانے سے محروم رہیں۔

جناب، اس سلسلے میں ایک suggestion یہ ہے کہ ایک main district میں، جیسے کہ اسلام آباد کے Blue Area میں 24/7 یہ ایک ادارہ ہے، اگر پیسے کا مسئلہ ہے تو اگر آپ اس model جیسے اور districts میں ایسے ادارے کھول دیں جو 24/7 services provide کرتے رہیں، تو یہ registration کا مسئلہ بہت حد تک حل ہو سکتا ہے۔

Mr. Chairman: Minister In charge.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب والا! جیسا کہ جواب میں دیا گیا ہے، یہ phase wise چل رہا ہے۔ پہلے phase میں NADRA کا یہ ایک اچھا initiative ہے جو بنیادی سہولتیں ہیں وہ Union Council level پر ہیں اور یہ across the country ہوگا یہ pilot نہیں ہے، یہ اسلام آباد کی حد تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک نیا تجربہ ہے جو 1150 Union Councils select کی گئی ہیں یہ ذہن میں رکھیں کہ ان کو horizontal اس طریقے سے رکھا ہے کہ ملک کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے کے جو بڑے اضلاع ہیں وہاں سے یہ pilot شروع کیا جارہا ہے اور اس کا اگلا phase جس میں ہم چھ ہزار جگہوں پر جائیں گے وہ بھی اسی طرح سے ہی ہوگا اور اس کا دائرہ کار مزید بڑھتا جائے گا۔ پھر آخری phase جو تین سالوں کے عرصے تک مکمل ہوگا، یعنی ابھی 1150 ہیں پھر چھ مہینوں کے بعد جب بارہ مہینے آئیں گے ان میں چھ ہزار Union Councils کو equip کر دیا جائے گا اور اس سے اگلے بارہ مہینوں میں جو 5500 remaining Union Councils ہیں ان کو equip کر دیا جائے گا۔ اس وقت ملک میں مکمل طور پر 11777 Union Councils ہیں، یہ ساری cover ہو جائیں گی۔ ہر Union Council میں، یوں سمجھیں کہ ڈھائی سال کے عرصے میں ہر Union Council میں NADRA کے چھوٹے centres قائم ہو جائیں گے جو تین طرح کی services دیں گے جن میں card renewal ہے، form B جس کو ہم family registration بھی

کہتے ہیں، birth certificates کم از کم یہ تین چیزیں ہوں گی اور وفات کی صورت میں تنسیخ تک بھی کام کیا جائے گا۔ جو نئے کارڈ کا اجراء ہے اس میں بہت ساری verifications ہوتی ہیں، اس کے لیے بڑے systems کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہم vans کے ذریعے کرتے ہیں۔ ہم نے ایک service motor bike کی بھی دی ہے جو special لوگ ہیں، جو معذور ہیں، جو بیماری کی وجہ سے نہیں پہنچ سکتے، motor bike service سے پوری kit نصب کر کے ان کے گھر تک پہنچتے ہیں، اس پر بھی یہ projects ہیں جو چل رہے ہیں۔ اس میں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے 16000 سے زائد cases نمٹائے ہیں جو انہوں نے recently شروع کیے تھے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک اچھا initiative ہے وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اور زیادہ بہتری آئے گی یہ پورے ملک کو cover کرے گا اور ڈھائی سال کے عرصے میں پاکستان کی ہر Union Council کو انہوں نے target کیا ہے وہ gradually پھیلے گا اور دیے گئے عرصے میں یہ سہولیات ملک میں پہنچ جائیں گی۔

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: شکریہ جناب چیئرمین! میں نے صرف ایک request کرنی تھی جو پچھلا سوال نمبر 10 تھا، اس میں صرف جنہوں نے question raise کیا تھا انہیں کے supplementary question لیے گئے۔ باقی جو ہم نے رکھے ہوئے تھے آپ نے اس پر supplementary نہیں کیا۔ میرا اس پر ایک سوال ہے، آپ نے صرف ایک ہی سوال لیا تھا۔ اگر میں نمبر 10 والے سوال پر ایک سپلیمنٹری کروں؟

جناب چیئرمین: نہیں اب وہ گزر نہیں گیا؟

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! گزر گیا مگر آپ نے صرف ایک ہی supplementary سوال لیا۔

جناب چیئرمین: ایک نہیں، جس نے بھی۔۔۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! میرا صرف ایک سوال ہے، میں ویسے ہی کہہ دیتا ہوں۔ اس میں کم از کم تین سپلیمنٹری ہوتے ہیں، normally تین سپلیمنٹری ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تین ہوتے ہیں اگر کوئی کہے تو۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: نہیں جناب والا! ہم نے green light کو دبایا ہوا تھا، آپ direct چلے گئے۔ کوئی بات نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا یہ جو کری انکلیو ہے، اس میں جتنے بھی نئے projects ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں اس میں جو water resources ہیں، جس لحاظ سے ہم لوگ recharge کرتے ہیں، ہم لوگ پانی کو normally بہا کر نالوں میں ڈال کر آگے بھیج دیتے ہیں۔ کیا وہاں پر کوئی ایسا system ہے اگر ہے تو آپ اس کو بے شک Water Recourses والی کمیٹی میں refer کر دیں۔

Mr. Chairman: You want to reply?

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: پانی پر دو سوال remaining ہیں، CDA میں پانی کے حوالے سے ہیں انہیں موقع ملے گا۔ ابھی آگے دو سوال آرہے ہیں۔

Mr. Chairman: Honourable Mr. Tasneem Ahmed Qureshi, former Minister, MNA is present in the lobby. Senator Dost Muhammad Khan supplementary?

(Interruption)

جناب چیئرمین: کسی اور کو بھی موقع ملنا چاہیے۔

سینیٹر دوست محمد خان: شکریہ جناب چیئرمین! میرا سوال بھی سوال نمبر 10 کے متعلق ہے۔ میں وزیر صاحب کو ایک recommendation دے رہا ہوں۔ ایک تو یہ جو اسلام آباد میں لقمان حکیم روڈ ہے، اس روڈ پر F-10 and F-11 میں اتنی رش ہوتی ہے۔ کیا وزیر صاحب Interior کو لکھیں گے کہ کیا وہ overhead bridge بنائیں گے یا subway بنائیں گے جس سے رش کم ہو سکے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بہتر تو یہ ہے اگر آپ یہ سوال fresh جمع کروا دیں جس سے آپ کے پاس ساری تفصیلات آجائیں گی۔ میں اندازے سے جواب نہیں دے سکتا۔

جناب چیئرمین: Fresh question کریں، سینیٹر دنیش کمار صاحب سپلیمنٹری۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب والا! یہ جو سوال چل رہا ہے میرا اسی پر سپلیمنٹری ہے۔ وزیر صاحب آپ نے کہا کہ total Union Councils 11700 کے قریب ہیں جن میں سے 1150

میں کام complete ہو چکا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ 34 months کا جو time period آپ نے دیا ہوا ہے۔ یہ time period کب سے count ہونا شروع ہوا ہے؟

دوسری بات یہ کہ آپ نے 1150 Union Councils کو complete کیا ہے۔ اس میں بلوچستان کی کتنی Union Councils شامل ہیں۔آپ نے یہاں پر لکھا ہے bikes بھی تعینات کی گئی ہیں۔ Van کی تو سمجھ آتی ہے کہ van میں سارا system ہوتا ہے، biometric بھی لی جاسکتی ہے computer بھی ہوتا ہے اور camera بھی ہوتا ہے تو bike سے یہ کس طرح خدمت انجام دیں گے؟ بہت شکریہ۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں نے جیسے پہلے بھی explain کیا تھا۔ Motor bikes کی service individual cases میں زیادہ تر دی گئی ہے۔ Door step تک خدمات فراہم کرنے کے لیے ایک box جو کہ motor bike کے پیچھے نصب ہوتا ہے۔ اس میں biometric ہے، wifi device اس کے علاوہ اس میں camera اور camera کا stand بھی ہے جس سے وہ تصویر بنا سکتے ہیں۔ System کی verification کے لیے laptop بھی ہے یہ سارا کچھ اس box کے اندر ہے،اس کو محدود رکھا گیا ہے۔ وہ لوگ جو معذوری کی وجہ سے دفاتر میں نہیں آسکتے اور ایسے ضعیف لوگ جو چل پھر نہیں سکتے یا کوئی اور ایسی وجہ ہو، اس service کو حاصل کرنے کے لیے online اطلاع کرتے ہیں کہ ہم NADRA Office نہیں پہنچ سکتے۔ Help service بھی ہے، اس پر بھی بتاتے ہیں اور ان کے نمبر کے مطابق ان تک service پہنچائی جاتی ہے جو کہ پورے ملک میں نہیں ہے۔ یہ کچھ pilot ہورہے ہیں ظاہر ہے ان کے لیے بہت زیادہ وسائل کی ضرورت ہے۔ یہ different areas میں pilot کیے جارہے ہیں۔آپ نے کہا جو Union Council کا انتخاب ہے، میں نے اس پر عرض کیا تھا کہ آبادی کے تناسب سے تمام ملک کے چاروں صوبوں میں اور وفاقی دارالحکومت میں Union Councils کا انتخاب کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں یہ چیزیں install ہوئی ہیں، urban areas یعنی زیادہ آبادی والے علاقوں کو target کیا گیا ہے۔ دوسرے مرحلے میں اس کو semi urban rural areas میں اور اس میں hard areas موجود ہوں گے اور آخری مرحلے میں جو بھی بچے گا وہ سارے complete ہو جائیں گے۔ انہوں نے اس پر پوری

working کی ہوئی ہے۔ اگر آپ کہیں گے تو ان شاء اللہ یہ ساری تفصیلات آپ کے آفس میں پہنچ جائیں گی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Crosstalk نہیں کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ ابھی کام شروع کیا ہے۔ جو 1150 ہیں، آپ یوں سمجھیں اس کو کوئی آٹھ سے نو مہینے مزید لگیں گے، یہ recently start کیا گیا ہے۔

Mr. Chairman: Question No.12.

Senator Sarmad Ali: Will the Federal Minister for Information and Broadcasting please inform the House about the criteria adopted by the Federal Government to allocate advertisements to the newspapers and television channels and the amount given by the Government to those newspapers and television channels individually during the last five years with years-wise breakup.

Mr. Chairman: Minister In-charge for Information.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب والا! اگر یہ سوال مجھے repeat کر دیں۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کو repeat کریں۔

سینیٹر سرمد علی: میرا سوال وزیر اطلاعات اور نشریات سے یہ ہے کہ۔۔۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب والا! وزیر اطلاعات، he is on his way, he will be here in a minute, مجھے اطلاع آئی ہے وہ راستے میں ہیں اگر تھوڑی دیر کے لیے اس سوال کو موخر کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: باقی بھی انہیں کے سوال ہوں گے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب والا! جی باقی ایک آدھا سوال ہے ابھی۔

Mr. Chairman: Question No.14.

*Question No. 14 **Senator Shahadat Awan:**

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) *whether it is a fact that no pipe line has been laid for water supply to the residents of Sector I-14 despite the fact that pipes are laying in open and rusting for more than 5 years, if so, the reasons thereof; and*

(b) *whether there is any proposal under consideration of the Government to provide water supply to the said sector from the tube wells established in the adjoining Sector I-15, having no constructed houses by the allottees, if so, the details thereof and if not, the reasons thereof?*

Syed Mohsin Raza Naqvi: (a) It is stated that internal water supply lines have already been laid in maximum areas of sub-sector A-4/I, I-14 Islamabad. Water supply lines have been laid and handed over to water supply Directorate, CDA, however, peripheral main lines have not been laid in Sector I-14 along side Service Road North, due to illegal land possession. Furthermore, work on main conduction line from Shah Allah Ditta Reservoir (main source of water) is also held up due to non-availability of safe land possession, in five pockets at different locations and the contractor of subject project has also filed a Civil Suit No.01/2016 in Civil Court. Efforts have been made by this office through the Land & Rehabilitation Directorate, CDA for arranging safe land possession enabling this office to complete the remaining work. However, as an alternate source, portable water to the residents of sector I-14 is being supplied through CDA water tankers.

(b) It is submitted that electrical resistivity survey (ERS) has been conducted in the respective sector from time to time. However, as per ERS report, conducted through geological expert, the underground water potential in the area is insufficient for installation of tube wells. It is further added that Sector Development Directorate, I-15 has called tender for installation of 03 tube wells in Sector I-15, which will be a test case and if its succeeded, water supply will be provided to the residents of said area.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر شہادت اعوان: شکریہ، جناب چیئرمین! جو جواب ہے وہ CDA کی ناکامی اور من مانی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سب سے پہلی بات تو میں یہ کہوں گا کہ میرا سوال یہ تھا کہ انہوں نے I-14 میں پچھلے پانچ سالوں سے pipes ڈالے ہوئے ہیں جو کہ زنگ آلودہ ہو چکے ہیں ہو سکتا ہے اس کی حفاظت کے لیے بھی ایک بندہ انہوں نے وہاں پر رکھ دیا ہو۔ پانچ سالوں سے وہ pipes وہاں پر پڑے ہوئے ہیں لیکن وہاں پر کوئی pipes نہیں ڈال رہے ہیں وہ کہتے ہیں علاقے سے راستہ نہیں مل رہا لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ پچھلے آٹھ سال سے مطلب یہ کہ 2016 سے ٹھیکیدار نے ایک سول جج کی عدالت میں مقدمہ ڈالا ہوا ہے، صرف آٹھ سال سے وہ pending پڑا ہوا ہے۔ جناب! اس وجہ سے وہ pipe نہیں ڈال رہے اور جہاں پر سیکٹر آباد کر دیا، لوگوں کو انہوں نے allot کر دیا لیکن آگے سے سلسلہ کچھ نہیں ہے۔

جناب میرا سوال جناب وزیر قانون صاحب سے ہے اور میرا کہنا یہ ہو گا کہ پہلی بات تو یہ ہے اگر قبضے کی یہ صورت حال تھی تو آپ نے خریداری کر کے پانچ سال پہلے pipes وہاں پر کیوں ڈالے۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر contractor نے جو مقدمہ Civil Suit No.1/2016 آٹھ سال پہلے کیا تو وہ آج تک آٹھ سال سے pending پڑا ہوا ہے، تو CDA اتنے سالوں سے یہ کیوں نہیں کر رہا؟ دوسرا اس کے علاوہ جناب انہوں نے کہا کہ متبادل اب سوچیں گے۔ جناب! یہ question آنے کے بعد اب انہوں نے متبادل سوچنا شروع کیا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس

question کو committee میں بھیجیں تا کہ وہاں پر سیر حاصل بحث ہو۔ اس طریقے سے اگر یہ کام ہو گا۔

Mr. Chairman: Let me hear from the Minister.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ بڑا اچھا سوال کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ Parliament کے forum سے جب اس طرح کے مسائل کی نشان دہی کی جاتی ہے تو واقعی یہ ہماری executive پر ایک surveillance اور over reach ہے اس کا effective مظاہرہ ہونا چاہیے۔ میں آنے سے پہلے جب briefing لے رہا تھا، officials gallery میں موجود ہیں، exactly میں نے یہ کہا کہ یہ ایک classical example ہے جس میں کئی حکومتیں آئیں اور کئی گئیں ہیں، یہ معاملہ 2016 میں شروع ہوا، اس کے بعد 2018 آیا ایک نئی حکومت آئی ان سے بھی کچھ نہیں ہوا، پھر ایک حکومت آئی وہ بھی اسے complete نہیں کر سکی ۔ پھر caretakers آئے، وہیں کا وہیں رہا اور اب نئی حکومت آئی ہے۔۔

Mr. Chairman: We are all responsible.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی جناب، we all are responsible وجہ یہ ہے کہ اندر ساری جو pipes کی تنصیب ہے وہ سیکٹر کے اندر ہو چکی ہے لیکن پانی شاہ اللہ دتہ side سے آنا ہے وہ تقریباً 12-13 kilometres کا track ہے، وہاں پر جگہ جگہ litigation ہے۔ قبضہ کے حوالے سے لوگ اپنی زمین سے گزرنے نہیں دیتے right of way کے حوالے سے لیکن یہ ساری ذمہ داری CDA کی ہے کہ وہ راستہ بنائیں، negotiate کرے اگر وہ دو سو میں نہیں راضی ہو رہے تو تین سو میں انہیں راضی کرے۔ وہ پانچ سو مانگتے ہیں تو چار سو پر negotiate کریں۔ I fully agree with Senator Shahadat Awan کہ یہ اس طرح کا case ہے tankers کے ذریعے پانی دے رہے ہیں لیکن کتنی دیر تک جب آبادی بڑھے گی، ابھی میں پوچھ رہا تھا کہہ رہے تھے۔۔۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب یہ ایک سول جج کے پاس پڑا ہوا ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں جناب! وہ ایک issue ہے، وہ ٹھیکیدار کا issue ہے اس نے کہا قبضے نہیں ہیں، میری cost escalate ہو گئی ہے میں کام چھوڑ کر جا رہا ہوں ورنہ مجھے یہ ہرجانہ دیں وہ ایک الگ چیز ہے۔ جناب! یہ ایسا case ہے جناب جسے relevant Interior

Committee میں جانا چاہیے تاکہ اس میں مستقل CDA report کرے شاید اس طرح اس علاقے کے مکینوں کو یہ سہولیات جلد میسر ہو جائیں،

so, I concede this may be referred to the concerned Committee.

Mr. Chairman: Referred to the concerned Committee. یہ کمیٹی کو چلا گیا ہے۔ She is a Senator from Islamabad, انہیں special invitation پر بلا لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں جناب کمیٹی میں تو ویسے بھی ہمارے جو معزز ممبران ہیں وہ ایک issue raise کرتے ہیں اور وہاں چلے جاتے ہیں، کوئی ایسا issue نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: جب کمیٹی میں چلا جائے گا تو سب کو موقع مل جائے گا۔ Question No.15. سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

*Question No. 15 **Senator Shahadat Awan:**

Will the Minister for Interior be pleased to state whether it is a fact that CDA has not handed over possession of plots to the allottees in Sector I-15, Islamabad despite a lapse of more than twenty years, if so, the reasons thereof indicating also the time by which the allottees will be handed over possession of their plots in that sector?

Syed Mohsin Raza Naqvi: CDA has started handing over possession in Sector I-15 since 1-7-2024.

In the first instance, the possession is being handed over in sub- sector I-15/3 and I-15/4, Islamabad.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! یہ بھی بڑی حیرت کی بات ہے شکر ہے کہ اذان دی ہے اور CDA کو خیال آ گیا ہے۔ میں نے اس سوال میں یہ کہا تھا کہ I-15 پچیس سالوں سے، صرف 25 سال، جس طریقے سے موصوف وزیر صاحب نے کہا کہ اس میں ہر حکومت کا برابر کا قصور ہونا چاہیے، جناب اب انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے یکم جولائی سے، سوال دینے کے بعد جب جواب دینے

کی باری آئی الحمدللہ CDA نے اب 25 سالوں کے بعد allotments دینی شروع کر دی ہیں، بڑی خوش آئند بات ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک انہیں یہاں پارلیمنٹ سے آواز نہیں دی جائے گی۔ جناب وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ متعلقہ وزارت نے ان سے پوچھا کہ گزشتہ 25 سالوں سے آپ نے یہ کام کیوں نہیں کیا جو کہ question ڈالنے کے بعد آپ نے یہ کارروائی شروع کی ہے۔ اب انہوں نے یہ کہا ہے کہ پہلی possessions ان کو دو سیکٹروں میں دے رہے ہیں اور I-17 کی یکم جولائی سے شروع کی ہے۔ وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ کتنے عرصے میں اس پچیس سالوں والے کام کو مکمل کر لیں گے؟

Mr. Chairman: Yes Minister Incharge.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب ایک تو میں background بتا دوں۔ انہوں نے صحیح فرمایا کہ یہ 1994 میں conceive کیا گیا جو اس کا پہلا layout plan تھا۔ 2000 میں، پھر 2005 میں اور پھر 2014 میں different reasons کی وجہ سے layout plan تبدیل ہوتا رہا۔ اس میں کہا گیا کہ پہلے اسے flats and plots دونوں میں یکساں تقسیم کیا جائے تاکہ وہ ایک move تھی کہ جو آپ کی green lands زمینیں ہیں انہیں بچایا جائے اور grounds کم از کم کی جائیں تو vertical اٹھانے کے لیے plan میں یہ change آیا کہ اسے آپ vertical لے کر جائیں۔ پھر انہوں نے 2005 میں کہا کہ نہیں اسے آپ proportionate کر دیں کچھ plots بھی کریں اور کچھ vertical کریں۔ وہ دوبارہ revise ہوا۔ تیسری مرتبہ پھر plan میں revision کی گئی کہ نہیں یہاں پر صرف flats ہی بنیں۔ اس کو دیکھا گیا کہ اس کے لیے آپ کو پانی کی supply اور جو resources چاہتے ہیں وہ اتنی بڑی تعداد میں flats کو میسر نہیں ہو سکتے تو finally دوبارہ اسے rationalize کیا گیا کہ plots ہوں اور flats ہوں اور انہیں balance out کیا جائے۔ اس طرح اس background میں پھر finally جو اب اصل layout plan ہے جس پر عمل درآمد ہو کر قبضے دیئے جا رہے ہیں وہ 2014 کا final layout plan تھا۔ ابھی تک اس میں allottees کی ٹوٹل تعداد 10000 ہو گی لیکن possession کی درخواستیں 900 کے قریب آئی ہیں، جن پر یکم جولائی سے process شروع ہوا ہے۔ ان چھ ایام میں پچیس کے قریب

لوگوں کو possession handover ہو چکا ہے۔ ہفتے میں دو دن اس عمل کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اب خیال ان کا یہ ہے کہ جس رفتار سے درخواستیں آ رہی ہیں یہ ٹھیک cater ہوتے جائیں گے اور آئندہ ایک دو سال میں ان شاء اللہ العزیز آپ کو اچھی خبر آئے گی۔

جناب آپ نمبر دیکھیں کہ دس ہزار لوگ ہیں تو ساتھ ساتھ possession ہے، ساتھ ساتھ facilities موجود ہیں تو possession دیا جا رہا ہے لیکن اب یہ functionality میں چلا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! ماشاء اللہ منسٹر صاحب بڑی briefing سے جوابات دے رہے ہیں اور بڑی تیاری کے ساتھ آتے ہیں۔ منسٹر صاحب یہ فرمائیں گے کہ تیس سالوں سے جس کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کیونکہ حکومت کا کام ہوتا ہے کہ شفافیت ہو، تو کیا حکومت اس حوالے سے انکوائری کروائے گی یا NAB کو یہ معاملہ بھیجے گی کہ کیوں ایسا ہوا ہے اور یہاں پر جو allottees نے پیسے دیئے تیس سالوں تک ان کے پیسے وہاں رہے اور چونکہ حکومت تو سود لیتی اور دیتی ہے تو کیا وہ allottees کو بھی سود دے گی؟ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Yes Minister Incharge.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب جیسے کری کی بات ہو رہی تھی۔ میں نے پہلا سوال یہ کیا کہ آیا آپ نے پیسے وصول کیے، انہوں نے کہا جب تک CDA کے منصوبے final layout ہو کر نہیں ہوتیں، تب تک لوگوں سے پیسے نہیں لیے جاتے اور شروع میں application invite applications کے ساتھ پیسوں کی بھی بہت چھوٹی amount ہوتی ہے، اس کے بعد جب layout plan finalize ہو کر اس پر عمل درآمد شروع ہوتا ہے تو دوبارہ قسطیں شروع ہوتی ہیں۔ یہ شاید ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس میں لوگوں کے کروڑوں یا لاکھوں روپے اتنے سال پھنسے رہے۔ بہرکیف یہ ضرور ہے کہ 1994 میں ایک project conceive کیا گیا تھا جیسا میں نے آپ کو تفصیل سے عرض کیا کہ جب layout plan بنا تو اس میں پہلے تین سال کے بعد یہ کہہ دیا گیا کہ نہیں اس کو vertical جانا چاہیے۔ پھر دوبارہ اس کے vertical کے حساب سے کاغذ پورے کرنے شروع کیے گئے، نقشے بنے ہوں گے، feasibility report میں انہوں نے

کہا پانی کی کمی ہو گی، infrastructure مشکل ہو گا، مہنگائی ہو گی، فلاں فلاں whatever the reasons may be, دوبارہ کہا گیا کہ نہیں سارے brown area کو ہی use کریں اور plots ہی دیں۔ پھر اس پر reconsideration کے لیے تین سال کے بعد دوبارہ کمیٹی بنی، انہوں نے کہا نہیں اسے mix کر لیں، کچھ flats ہوں گے اور کچھ plots ہوں گے تو یہ وجوہات رہی ہیں پیسے as such پوری amount stuck نہیں رہی جب یہ final plan layout ہو کر اس پر کام شروع ہوتا ہے تو پھر installments کے notice جاتے ہیں۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ اب possession مل رہا ہے وہاں پر اچھی خبر یہ ہے کہ it would be a functional sector of CDA now and the 10000 allotees وہ ان شاءاللہ due course میں accommodate ہو رہے ہیں۔ اب شاید ایسا مسئلہ نہ آئے۔

Mr. Chairman: Senator Muhammad Humayun Mohmand.

جناب چیئرمین: میں ان کو وقت دے چکا ہوں۔ کاکڑ صاحب آپ please تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ یہ جو ہم دیکھ رہے ہیں یہ ایک pattern ہے۔ یہ pattern ہے incompetence کا، یہ pattern ہے اس mindset کا۔

جناب چیئرمین: آپ question کریں۔ 20 years کا کس کس پر ڈالیں گے۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب چیئرمین! بات 20 years کی نہیں ہے it is not the government, it is the department, it is the CDA. جنہوں نے یہ plan کرنا ہے اگر میں as a government آ کر کچھ change کرنا چاہتا ہوں تو یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ آ کر بتائیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جو Park Enclave ہے یہ 10 to 15 years سے وہاں بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر آپ پہلے vertical جاتے ہیں پھر آپ horizontal جاتے ہیں اس کا نقصان overall ان لوگوں کو ہے جنہوں نے اپنے پیسے ڈالے ہیں اس plan کے لحاظ سے، اسی طرح یہ Park Enclave ہے۔

میں یہ چاہوں گا کہ اس چیز کو پوچھا جائے کہ کیوں یہ لوگ اپنا mindset change کر رہے تھے اور اس کو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو Committee میں refer کریں۔

It is not about the government; it is about the CDA as a department.

وہ لوگ کیوں نہیں decide کرتے؟ اگر کسی جگہ پر litigation ہے کیا یہ پہلے سے plan نہیں کرتے؟ اگر کہیں پانی بھیجنا ہے کیا یہ اس کو پہلے سے plan نہیں کرتے؟ اتنا بڑا CDA ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ آپ سوال کریں تقریر نہ کریں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب چیئرمین! Unfortunately میں آپ کو بتاتا ہوں یہ MCQs والے سوال جواب نہیں ہیں اس میں آپ کو تھوڑا سا background بتانا ہوتا ہے کہ میں اس کو کیوں کہہ رہا ہوں کہ کمیٹی میں بھیجیں۔

it is not one sector; it is the whole of Islamabad.

Mr. Chairman: It is referred to the Committee.

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ اس میں میرا نام بھی ڈال دیں۔

جناب چیئرمین: کمیٹی میں چلا گیا ہے۔ آپ کو بلائیں گے۔

Mr. Chairman: Question No. 16. Senator Shahdat Awan.

Senator Shahdat Awan: Thank you, Mr. Chairman!

*Question No. 16 **Senator Shahadat Awan:**

Will the Minister for Interior be pleased to state whether it is a fact that street lights have either not been installed or non-functional (where installed) in Sectors in I-14 and I-16, Islamabad, if so, the reasons thereof indicating also the time by which the same will be installed there and to make functional those which are out of order or not operational?

Syed Mohsin Raza Naqvi: It is stated that at Major roads of Sectors I-14, Islamabad, the street lights have been installed and are functioning properly except Service road West and Double road where infrastructure has been installed and cable network laid; only lights fixture are remaining which will be installed in 2-3 weeks *i.e.* upto 20th July 2024. Moreover, in rest of the area i.e. internal streets of I-14 & I-16, Islamabad a U plan is under process for approval. As and when U Plan is approved and funds are allocated, the work will be started after call of tenders.

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ یہ جو اگلا سوال ہے مجھے تو یہ کہتے ہوئے بھی اچھا نہیں لگ رہا میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی issues اگر highlight کیے جائیں گے تو CDA تب ہی ان کے اوپر غور کرے گی۔ یہ بھی lights کے متعلق ایک سوال تھا انہوں نے کہا کہ اب ہم نے کام شروع کر لیا ہے اور اس کو ہم July 20th تک مکمل کریں گے لیکن انہوں نے یہ کہا کہ جو internal streets ہیں ان کے لیے ہم نے plan approval کے لیے بھیجا ہے، پتا نہیں کہاں approval کے لیے بھیجا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جب funds available ہوں گے تو ہم تب کام شروع کریں گے اور tender کریں گے۔

وزیر صاحب سے یہ کہنا ہے کہ بہت اچھی بات ہے کہ سوال کے بعد آپ نے کم از کم lights لگانی شروع کر دی ہیں اور July 20th تک آپ لگا دیں گے اور امید ہے آپ ان شاءاللہ اس بات پر قائم رہیں گے لیکن یہ جو کہتے ہیں کہ approval کے لیے funds چاہییں اور پھر اس کے بعد tender final کریں گے۔ اس process میں کتنا وقت لگے گا؟ کس سے approval لینی ہے؟ کہاں سے لینی ہے؟

Mr. Chairman: Minister-In-Charge.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! یہ ان کا internal affair ہے اور یہ بالکل ان کی ذمہ داری ہے۔ میں نے ان سے پوچھا ہے and they say it is a matter of جو available weeks and months, it is not a matter of years.

funds تھے ان سے انہوں نے کام شروع کر دیا ہے اگلا جو ان کا phase ہے اس phase کے لیے بھی sufficient funds موجود ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ specific purpose کے لیے official working میں allocation ہوتی ہوتی ہے۔ وہ proposals چلی گئی ہیں ان شاءاللہ یہ میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ this case is not fit to be referred to the Committee.

Mr. Chairman: Yes, Senator Fawzia Arshad.

Senator Fawzia Arshad: Senator Azam Nazeer Tarar said that it is not fit for the Committee. I think it is very much fit for the Committee because they are not giving us any definite date. They are saying "will be installed in two to three weeks."

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: دوسرے کی approvals ہیں اس کا بھی وہ کہہ رہے ہیں کہ 2 months تک procedures مکمل ہو جائیں گے اور وہاں بھی کام شروع کر دیا جائے گا۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب چیئرمین! اس کی کوئی guarantee نہیں ہے، they are saying it will be they are not saying it shall be. There is a difference between will and shall, mandatory بنائیں there is no specific time it has to go to the Committee.

Mr. Chairman: You want to ask a question?

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: They are concerned اور وہ سن رہے ہیں I am making a responsible statement and they will do it, کیوں نہیں کریں گے۔

Mr. Chairman: Senator Anusha you want to preside?

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan: I want to ask a supplementary question.

جناب چیئرمین! مجھے کسی نے اپنا allotment letter بھیجا ہے اور اس allotment letter پر لکھا ہوا ہے کہ آپ نے چودہ لاکھ روپے installments میں

pay کرنی ہے۔ انہوں نے پانچ installments pay کیں اور اب ان کو CDA نے کہا ہے کہ یہ price بھی revise ہو گئی ہے اور اب آپ 27 lac جمع کروائیں۔ یہ جو arbitrary فیصلے ہیں CDA کے کہ اگر کسی نے 2005 میں ایک flat book کروایا let's say I-15 میں اور پھر انہوں نے خود ہی فیصلہ کیا کہ یہ اب flat نہیں ہو گا اور یہ اب plot ہو گا پھر وہ کہتے ہیں کہ آپ چودہ لاکھ دیں گے اور وہ چودہ لاکھ کے حساب سے payments کرنا شروع کر دیتے ہیں ایک دن وہ صبح اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ 27 lac دیں گے۔ آپ نے جو پہلے pay کیا ہے اس کا کچھ پتا نہیں کیا ہوا ہے۔

یہ جو طریقہ کار ہے یہ غیر مناسب ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ آوازیں سننے کو مل رہی ہیں۔ جب آپ انہیں کمیٹی میں بلاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں ہدایت جاری کر دیں۔ بات یہ ہے کہ ہدایت جاری کرنا کیا Senate کی Standing Committee کا کام ہے؟ کیا ہم نے ہدایت جاری کرنی ہے یا انہوں نے اپنا کام خود کرنا ہے؟ اگر ہم نے ان کا کام کرنا ہے تو پھر یہ وہاں کیا کر رہے ہیں؟ سوال صرف یہ اٹھ رہا ہے کہ جب یہ question Senate میں آیا ہے اس وقت جب لوگوں نے فون کیے ان کو تو انہوں نے کہا کہ بس ہم عید کے بعد possession دے رہے ہیں۔ چھوٹی عید کے بعد بڑی عید بھی گزر گئی اور جب یہ question لگا ہے تو چار دن پہلے انہوں نے کہا کہ ہم نے 25 لوگوں کا فیصلہ کر لیا ہے۔ دس ہزار applicants ہیں یہ ایک sector کا معاملہ نہیں ہے، یہ ایک mindset کا معاملہ ہے اور اس mindset کو اگر صرف Senate نے regulate کرنا ہے تو بتا دیں ہم اپنی کمر کس لیں گے اور پھر ان اداروں کے اوپر ہم اپنی functional Committees کو، اپنی sub-Committees کو بٹھا دیتے ہیں۔ آپ کی جو Committee concerned ہے وہ ایک sub-Committee بنا دے oversight کے لیے، ہم کر لیتے ہیں oversight لیکن آپ کو اس معاملے میں جو میرے honourable Law Minister ہیں وہ اس وقت ایک receiving end پر ہیں یہ ان کا issue نہیں ہے۔ یہ ہمارے منسٹر صاحب کا بھی issue نہیں ہے۔ یہ ادارے کے mindset کا issue ہے اور ان کی functionality کا issue ہے۔

میرا منسٹر صاحب سے صرف یہ سوال ہے کہ کیا کوئی ایسا mechanism draw ہوا ہے کہ جو دس ہزار لوگ یا X number of people وہ کتنے مہینوں میں اپنی relief پا لیں گے؟ کیا آئندہ بیس سال کے اندر یہ process مکمل ہو جائے گا؟

جناب چیئرمین: آپ نے سوال کر لیا ہے۔ منسٹر صاحب آپ جواب دینا چاہیں گے؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! بات انہوں نے ٹھیک کہی ہے ایک تو میرے خیال سے matter Committee کو refer ہو گیا ہے Chairman CDA کو وہاں پر آنا چاہیے اور ان کو تمام سوالوں کے جواب دینے چاہییں۔ CDA ایک بڑا ادارہ ہے جو Capital territory کی development, construction, housing ساری چیزوں کو دیکھتا ہے اور وہاں پر بہت سارے سوالات ہیں۔ I have no role to defend them اس حوالے سے کہ جہاں پر وہ غلطی کریں ہمارا یہاں بطور حکومت کے بھی اور بطور پارلیمان کے بھی یہی فرض ہے کہ عوام کی سہولت اور آسانی کے لیے جو departments ہیں وہ اپنی duty perfection کی حد تک درست کریں اور جہاں پر کمیاں نظر آئیں وہاں ضرور ان کے لیے reprimand بھی ہونا چاہیے۔ ان کی جواب طلبی بھی ہونی چاہیے۔

یہ جو allotments کا مسئلہ honourable Senator Anusha Rahman نے اٹھایا ہے درست بات ہے لیکن اس میں ایک جو میری personal knowledge بھی ہے کہ پیسے جو پہلے جمع ہوتے ہیں وہ اس میں included ہوتے ہیں اور آپ کا جو ادارے کے ساتھ original agreement ہوتا ہے اس میں لکھا ہوتا ہے کہ master plan میں تبدیلی کی صورت میں آپ کی اضافی رقم جو ہے وہ واپس کی جائے گی یا جو آپ کی مزید رقم ہے اس کا تقاضا کیا جائے گا۔ Development projects میں development cost بھی اوپر نیچے ہو جاتی ہے اسی لیے یہ ساری شقیں agreement میں شامل کی گئی ہوتی ہیں۔

اس میں اچھی خبر یہ تھی کہ یہ اب شروع ہو گیا ہے اس کو ہم مزید نہ drag کریں جو possessions ہو رہے ہیں ان کو streamline کیا جا رہا ہے۔ میں نے اسی لیے کہا تھا کہ یہ sectors کے allied issues ہیں اور جو ہماری Standing Committees ہیں ان

کے لیے پھر limitsنہیں ہوتیں کہ انہوں نے ایک sectorکو دیکھنا ہے اور دوسرے کو نہیں دیکھنا۔ جب وہاں پر collective wisdom will take its wayاور ان شاءاللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اسلام آباد میں Housingکے حوالے سے جو issuesہیں even جو ان کی زمینیں acquireہوئی ہیں ان کے against plotsنہیں مل رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہے۔ مجھے ایک بہت سینیئر شہری نے رابطہ کیا۔ پچھلے ایک سال سے وہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ 11سال سے ان کی زمین acquireہو چکی ہے لیکن انہیں D-12 or 13میں پلاٹ نہیں مل رہا ہے۔ وہ ایک بڑے سینیئر وکیل بھی ہیں۔ یہ مسائل ہیں۔ ہم حکومتوں میں بیٹھ کر بھی اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ I will have a special meeting with Minister for Interior and Chairman CDAاور میں انہیں بتاؤں گا کہ آپ کمیٹی میں تیاری کے ساتھ جائیں تاکہ ان کے پاس سوالوں کے جواب ہوں otherwise they will face the music sir.

Mr. Chairman: O.K. Thank you. Former Senator Ateeq Shaikh Sahib is sitting in the gallery. Welcome. Minister for Information is here, and we take deferred Question No. 12, Mr. Sarmad Ali Khan. Now, the Minister for Information is here. Yes, Senator Sarmad Ali Sahib.

*Question No. 12 **Senator Sarmad Ali:**

Will the Minister for Information and Broadcasting pleased to state:

(a) the criteria adopted by the Government to allocate advertisements to the newspapers and television channels; and

(b) the amount given by the Government to those newspapers and television channels separately during the last five years with year-wise breakup?

Mr. Attaullah Tarar: <u>Print Media</u> (a) Federal Public Sector Advertisements are released in terms of

regulatory book "Chapter-I (Advertisements), Volume-I, Common Services Manual published by Pakistan Public Administration Research Centre, Management Services Wing, Establishment Division, Cabinet Secretariat, Islamabad in 1997" and other policy letter on the subject as per following criteria:- **(Annex-'A').**

(a). while releasing advertisements to the press, the primary consideration is to obtain maximum publicity for the message contained in the advertisement. The advertisements are released in a judicious and transparent manner in accordance with the specific requirements of the sponsoring organizations and the disbursement of advertisements is ensured fairly to both the national and regional press under a broad-based comprehensive, objective and balanced policy. Factors like placement of any publication on Combined Media List (CML), circulation, standard, presentation, value, regularity and popularity of a publication forms an important yardstick for releasing the Federal Public Sector advertisements".

The Federal Government Advertisement Policy 2021 (as amended in year 2022) is the guiding policy document while releasing the Federal Government Advertisement **(Annex-'B').**

Details of Federal Government advertisements amount released through Print / Electronic Media to the newspapers and Television Channels during the last five financial years is as under:-

S. No.	Medium	Amount in PKR
1.	Print Media	9,486,682,855/-
2.	Electronic Media	6,581,486,250/-
3.	Total	16,068,169,105/-

Further Publication / TV Channel-Wise details are placed at **Annex-C&D.**

(Annexures have been placed in Library and on the Table of the Mover Concerned Member.)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر سرمد علی: جناب چیئرمین! میرا جو سوال تھا اس کا جواب تو یہاں پر lay ہو گیا ہے لیکن اس کے اندر ایک چیز ہے۔ میں نے سوال میں پوچھا تھا کہ اخبارات اور ٹیلی ویژن چینلز کو اشتہارات دینے کا criteria کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں وفاقی حکومت کی جو advertisement policy-2022 and 2023 ہے اور Common Services Manual کی کاپی لگائی گئی ہے اور Common Services Manual جو ہے وہ 1997 کا ہے۔ تقریباً تیس سال پرانا ہے۔ ان تیس سالوں میں بہت کچھ ہو چکا ہے۔ Media landscape جو ہے وہ کافی حد تک تبدیل ہو چکا ہے۔ مثال کے طور پر اس میں ٹیلی ویژن چینلز کو اشتہارات دینے کا کوئی criteria نہیں ہے کیونکہ اس وقت صرف PTV ہوا کرتا تھا اور آج تقریباً سو سے زائد TV channels ہیں۔ کیا وزارت اطلاعات اس Common Services Manual کو update کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ اس کے اندر زیادہ تر چیزیں 1964 کی پالیسی سے relate کرتی ہیں۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Information.

جناب عطاء اللہ تارڑ (وزیر اطلاعات و نشریات): شکریہ، جناب چیئرمین! میں بڑا مشکور ہوں۔ آپ کی اجازت کے ساتھ میں سوال پر آنے سے پہلے اس ہاؤس کو apprise کرنا چاہتا ہوں وزیر اعظم صاحب کل شنگائی تعاون تنظیم کے سربراہی اجلاس سے آستانہ سے واپس لوٹے ہیں۔ پاکستان نے وہاں پر فلسطین کا مقدمہ بھرپور طریقے سے لڑا اور وزیر اعظم نے وہاں پر یہ مطالبہ کیا کہ اسرائیل کو جوابدہ کیا جائے اور اسرائیل جنگی جرائم کا ارتکاب کر رہا ہے اور فلسطینیوں کی جو نسل کشی ہو

رہی ہے جس کے تحت 37ہزار فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں۔ 20لاکھ فلسطینی اپنے گھروں سے displace ہو چکے ہیں اور نقل مکانی پر مجبور ہیں۔ اس ساری صورت حال میں پاکستان کا موقف یہ تھا کہ 1967 سے پہلے کی جو boundary ہے اس کے تحت آزاد فلسطینی ریاست کو تسلیم کیا جائے۔ جس کا دارالحکومت القدس ہو اور ان جنگی جرائم کو فوری طور پر روک کر سیز فائر کروایا جائے اور اسلاموفوبیا کے حوالے سے بات ہوئی۔ میں چاہتا تھا کہ اس وقت غزہ اور رفا کی جو صورت حال ہے کہ جہاں پر کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ جہاں پر ہسپتالوں پر بمباری کی جا رہی ہے۔ جہاں پر عورتوں اور بچوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اور جہاں پر یہ صورت حال ہے کہ جو امدادی سامان ہے اس کو بھی رسائی نہیں دی جا رہی ہے کہ وہ مستحقین تک پہنچ سکے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ جس پر کل نہ صرف آواز اٹھائی گئی بلکہ ایک زوردار اور دوٹوک موقف پاکستان کی طرف سے paid کیا گیا۔ میں چاہتا تھا کہ میں ایوان بالا میں موجود ہوں تو ایوان بالا کے معزز ممبران کو اس حوالے سے آگاہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین! معزز سینیٹر سرمد علی کی طرف سے سوال ہوا۔ ان کی بات بالکل درست ہے کہ 1997 کا جو Services Manual ہے اس کے تحت advertisement دی جاتی ہے۔ مگر 2021 میں ایک advertisement policy آئی تھی جو 2022 میں amend کیا گیا تھا۔ میں موجودہ حکومت کی طرف سے آپ کو بتاتا ہوں کہ کسی زمانے میں صرف PTV تھا اور اس کے ذریعے ہی advertisement ہوتی تھی۔ الیکٹرانک میڈیا کے لیے کوئی ایسا پیمانہ نہیں ہے کہ جس کے تحت یہ جانچا جا سکے کہ کس کو آپ نے کتنی advertisement دینی ہے؟ ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ratings کا system جو کہ الیکٹرانک میڈیا کا اپنا ایک سسٹم ہے اس کے تحت frequency طے کی جاتی ہے اور rate طے کئے جاتے ہیں۔ ہماری ایک rate Committee ہے جو یہ طے کرتی ہے کہ کس چینل کو کس frequency سے advertisement دینا ہے اور کس rate پر دینا ہے۔ I am happy to state کہ اس وقت کسی بھی TV channel کے اشتہارات بند نہیں ہیں۔ تمام TV Channels کو ان کی rating کے مطابق اشتہارات دیئے جا رہے ہیں۔ اشتہار دینے کا جو بنیادی criteria ہے وہ یہ ہے کہ اشتہار میں جو message دیا جاتا ہے اس کا جو intended purpose ہے کہ وہ زیادہ

سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے اور effective طریقے سے پہنچ سکے تو اس کا الیکٹرانک میڈیا کے حوالے سے جو rating system ہے وہ اپنی جگہ موجود ہے اور اخبارات کے حوالے سے ایک Audit Bureau of Circulation ہے جو circulation کو چیک کرتا ہے کہ کن اخبارات کی کتنی circulation ہے اور وہ کتنی wide ہے اس کے مطابق اشتہارات دیے جاتے ہیں۔ آپ کو سن کر حیرانگی ہو گی کہ اگر آپ اس کی amounts دیکھیں تو اخبارات کو پچھلے پانچ سال میں 9 ارب روپے کی advertisements دی گئیں اور TV channels کو پچھلے پانچ سال میں 6 ارب روپے کی advertisements دی گئیں۔ تو یہ بھی ایک فرق ہے کہ اخبارات کو زیادہ advertisements ملی ہیں۔ اس مرتبہ بجٹ میں ایک provision رکھی گئی تھی کہ جو News print ہوتا ہے یہ باہر سے import کیا جاتا ہے اس پر دس فیصد ڈیوٹی لگائی گئی تھی تو ہم نے All Pakistan Newspaper Society کے مطالبے پر اور اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ اخبارات مشکلات کے شکار ہیں اس ڈیوٹی کو ختم کیا اور اخبارات پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں معزز ممبر کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پالیسی کو مزید مربوط بنانے کی ضرورت ہے۔ مزید موثر بنانے کی ضرورت ہے۔ میں چاہوں گا کہ ان کی guidance کے ساتھ اور APNS کے guidance کے ساتھ ہم ایک مربوط، واضح اور موثر پالیسی لے کر آئیں جس کے تحت یہ service manual بھی update ہو اور اشتہارات کی جو 2021 کی پالیسی ہے اس کو بھی مزید فعال اور effective بنایا جائے۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Question hour is over [1]. The remaining questions and their printed replies placed on the table of the House shall be taken as read.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں، آپ کے شور مچانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ The question hour is over. اجلاس صبح ساڑھے دس بجے شروع کیا تھا اور اب 11:40 ہیں۔

[1] *[The remaining questions and their printed replies placed on the table of the House were taken as read.]*

Leave of Absence

Mr. Chairman: Senator Rubina Qaim Khani has requested for the grant of leave for 4th July 2024 due to personal engagement. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Zeeshan Khan Zada has requested for the grant of leave for the whole current session due to personal engagement. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Fawzia Arshad has requested for the grant of leave for 25th June 2024 during 339th session due to personal engagement. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Khalida Ateeb has requested for the grant of leave for 5th July 2024 due to personal engagement. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Bilal Ahmed Khan has requested for the grant of leave for 4th to 11th July 2024 due to personal engagement. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Sardar Al Haj Muhammad Umer Gorgaij has requested for the grant of leave for 4th and 5th July 2024 due to personal engagement. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Minister for Foreign Affairs, Senator Muhammad Ishaq Dar has requested for the grant of leave for 21st June 2024 during 339th session due to official visit abroad. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: There is one announcement to make:-

It is for the information of the House that keeping in view the facts that the Committees of the Senate were not functioning since February 2024. Therefore, the time for presentation of reports on all the matters pending before the Committees are provided in sub-rule (1) of the Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, shall be calculated with effect from 3rd July, 2024 and the delay in presentation of reports on all the matters pending before the Committees, has been condoned till 3rd July, 2024. Thank you.

Now, we take up Order No.3. Leader of the Opposition is very genius; he came at the right time.

Consideration and Passage of [The State-Owned enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024]

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I beg to move that the Bill to amend the State-Owned Enterprises (Governance and Operations) Act, 2023 [The State-Owned enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed?

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں جناب! یہ حکومتی بل ہے، ہم اسے پیش کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے اگر اسے oppose کیا ہے تو اس کی general provision پر آپ بات کر سکتے ہیں and not on that. یہ کمیٹی سے بھی ہو گیا ہے اور اس کے اندر unanimously ہوا ہے۔ معزز پارلیمانی لیڈر! ہاؤس بزنس میں بھی ہم نے decide کیا اور کل بھی میں نے اس کو نہیں آنے دیا۔ We deferred it تاکہ آپ اس کو study کر لیں۔ آپ کے کہنے پر ہم نے آپ کو time دیا تو اب ہمیں sense of the House لینے دیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: ہم نے اسے study کر لیا ہے۔ اس قانون پر ہمارے کچھ مزید points ہیں جو میں raise کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر قانون! وہ کہہ رہے ہیں کہ میرے چند points ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں تھوڑا بتانا چاہوں گا کہ یہ قانون ہے کیا۔ اس میں ہم نے کہا ہے کہ State-Owned Enterprises میں جو ڈائریکٹرز کچھ نہیں کر رہے، جن کی efficiency کوئی نہیں ہے، جنہوں نے کچھ نہیں کیا، meetings میں نہیں آتے، آتے ہیں تو input کوئی نہیں ہے، قابلیت میں کچھ نہیں ہے، صرف انہیں خوش کرنے کے لیے رکھا ہوا ہے تو یہ removal کے لیے ایک طریقہ کار ہے جس کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ ترمیم State-Owned Enterprises کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کو efficient بنانے کے لیے ہے تاکہ ان کا overall اثر اس ادارے کے اوپر آئے۔ یہ کچھ ترامیم ہیں جو کہ good governance کے حوالے سے ہیں۔

جناب! میں عرض کر دوں، سینیٹر علی ظفر صاحب مجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں، یہ power ویسے بھی ہوتی ہے۔ Appointing authority کے پاس removal کی powers ویسے بھی ہوتی ہیں۔ یہ General Clauses Act میں لکھا ہوا ہے کہ جو appoint کر سکتا ہے، وہ remove بھی کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: پھر آپ اپنی داڑھی کسی کے ہاتھ میں کیوں دے رہے ہیں؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! نہیں دے رہے۔ ہمارے پاس ہی رہے گی۔

Mr. Chairman: I want to hear the Parliamentary Leader of PTI for five minutes.

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! شکریہ۔ کل ایک بل کے بارے میں ہم نے بات کی تھی اور میں نے کہا تھا کہ کل کا جو بل آیا تھا، اس کے پیچھے بھی ایک مقصد تھا، ایک سازش یا conspiracy تھی۔ یہ جو بل آیا ہے، منسٹر صاحب نے کہا تو ہے کہ ہم اسے اپنی organizations کے structure کو improve کرنے کے لیے لے کر آئے ہیں لیکن میرے خیال میں اس میں مقصد کچھ اور ہے۔ میں اس کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ جو قانون ابھی تک موجود ہے، جس کو یہ amend کرنے جا رہے ہیں، اس میں یہ لکھا ہے کہ جو بورڈ آف ڈائریکٹرز ایک بار appoint ہو جائیں، ان کی معیاد تین سال کے لیے ہے یعنی ان کا tenure, secured ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو تین سال سے پہلے نکالا جا سکتا ہے لیکن کسی وجہ کے تحت۔ ان کو نکالا جا سکتا ہے لیکن کوئی وجہ ہو گی تو نکالا جائے گا ورنہ انہیں نکالا نہیں جائے گا۔ یہی corporate governance ہے جس کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اس کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ جب آپ بورڈ آف ڈائریکٹرز کو لگائیں تو ان کو آزاد ہونا چاہیے اور انہیں tenure کی security حاصل ہونی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ جو حکومت آئے، کل کو انہیں نکال کر باہر پھینک دے۔ پھر اس سے وہ کام نہیں کر سکتے۔ لہٰذا، یہ تین سال کا قانون بہت debate کے بعد لایا گیا اور اس کے تحت بورڈ آف ڈائریکٹرز کو لگا دیا گیا۔ اب اس بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اراکین کام کر رہے ہیں۔ اگر وہ غلط کام کر رہے ہیں تو ان کو نکالا جا سکتا ہے۔ ان کو show cause دیا جائے گا اور ایک process ہے، جس کے تحت نکالا جائے گا۔ قانون سازی کے ذریعے ان کو without show cause notice نہیں نکالا جا سکتا۔

یہ جو ترمیم آ رہی ہے، اس میں تین سال کے tenure کی security کو ختم کیا جا رہا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ وہ جو بورڈ آف ڈائریکٹرز مختلف جگہوں پر بیٹھے ہیں، ان کو ہٹا دیا جائے۔ ہٹانے کا مقصد کیا ہے؟ ہٹانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہماری کچھ very profitable organizations کو بیچنا چاہتے ہیں۔ مثلاً آپ کو یاد ہو گا کہ ایک organization پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن تھی جس کو privatize کیا گیا۔ یہ بیس سال پہلے کی بات ہے۔ اس کو حکومت نے بڑی عجلت اور تیزی سے privatize کر دیا اور کہا کہ ہم 800 ملین ڈالرز لے کر آئیں گے۔ یہ بات

contract میں لکھی ہوئی تھی لیکن 800 ملین ڈالرز آج تک نہیں آئے اور ہم نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اسی طرح اسٹیل ملز کا کیس تھا۔ اسی طرح پی۔آئی۔اے کی privatization کا معاملہ تھا۔ اب ہمارے ہاں Discos ہیں جو کہ profitable نہیں ہیں لیکن ان کا asset زمینیں ہیں اور جگہ جگہ ان کی buildings ہیں۔ Power Minister نے فیصلہ کیا کہ ہم انہیں فٹا فٹ privatize کریں گے۔ اس کے بعد بورڈ آف ڈائریکٹرز نے resist کیا کہ آپ نے under-value کیا ہوا ہے۔ آپ نے buildings کی prices, under-value کی ہوئی ہیں۔ ان کو صحیح valuation کرکے ہم privatization کی طرف لے کر جائیں گے۔ یہ معاملہ کابینہ میں جانے سے پہلے وزارت قانون میں گیا، منسٹر صاحب کو پتا ہوگا۔ وزارت قانون نے کہا کہ دیکھیں، آپ ان بورڈ آف ڈائریکٹرز کو تبدیل نہیں کرسکتے کیونکہ ان کا tenure تین سال کا ہے۔ یہ جو revaluation کا کہہ رہے ہیں، آپ کرلیں۔ معاملہ کابینہ میں گیا۔ کابینہ نے بھی اسے refuse کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک یہ قانون ہے تو تین سال کا tenure رہے گا اور ان کو آپ تبدیل نہیں کرسکتے۔ اگر وہ کہہ رہے ہیں کہ revaluation کریں تو revaluation کردیں۔ اس کے بعد جلدی میں ایک ordinance آگیا، یہی ordinance جسے اب ایکٹ کی صورت میں لانے کی کوشش ہورہی ہے۔ وہ عدالت میں challenge ہوا۔ عدالت نے کہا کہ آپ یہ کام نہیں کرسکتے۔ وہ کیس اس وقت pending ہے۔ عدالت نے کہا کہ اگر آپ نے تین سال سے پہلے بورڈ آف ڈائریکٹرز کو remove کرنا ہے تو کوئی show cause دکھائیں، کوئی وجہ بتائیں کہ انہوں نے کوئی incompetence ظاہر کی ہو۔ وزیر قانون صاحب نے جس طرح فرمایا کہ ہم اس لیے ہٹانا چاہتے ہیں کہ وہ incompetent ہیں۔ آپ الزام لگائیں، show cause دیں اور ان کو نکالیں لیکن قانون سازی کے ذریعے تین سال کا tenure change کرکے آپ انہیں نہیں نکال سکتے۔

جناب! مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ اگر قانون آتا ہے، وہ تمام بورڈز ختم ہوتے ہیں، تو یہ اپنے نئے لوگ pick and choose کرکے لے کر آئیں گے اور assets کو under-value کرکے بیچ دیا جائے گا۔ یہ اس کے پیچھے design ہے۔ اس لیے میں اسے oppose کررہا

تھا۔ کل جب ہم نے بزنس ایڈوائزری کی میٹنگ کی تو وہاں میں نے کہا تھا کہ میں یہ issue raise کرنا چاہتا ہوں۔ یہ points ہیں جو کہ میں اس ایوان کے سامنے لانا چاہتا تھا۔

Mr. Chairman: Thank you very much. Law Minister.

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ایک تو میں یہ بتادوں کہ نہ یہ معاملہ کابینہ میں گیا اس حوالے سے کہ کوئی privatization کے حوالے سے کچھ چیزیں under-valued تھیں۔ میں خود کابینہ کا حصہ ہوں اور میں یہ بات بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں، ویسے Power Minister بیٹھے ہیں، وہ اس بات کی مزید تصدیق کر دیں گے، یہ معاملہ کابینہ میں نہیں گیا اور یہ ایسا ہے بھی نہیں۔ یہ معاملہ Power کے بورڈز کی حد تک محدود نہیں ہے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا، یہ اختیار پہلے ہی حکومت کے پاس ہوتا ہے جو کہ appointing authority ہے کہ جس شخص کو آپ appoint کر سکتے ہیں، اس کی removal بھی اسی authority کے پاس ہوتی ہے۔ اگر حکومت کے پاس یہ اختیار نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پھر حکومت کی ہر چیز تو رک گئی۔ یہاں پر حکومت کی جو share holding ہے، وہ کئی جگہ پر 99 فیصد ہے، کئی جگہ پر 90 فیصد ہے، کئی جگہ پر 85 فیصد ہے۔ یہ کہا جائے کہ وہ ہاتھ باندھ کر ان کے آگے کھڑے ہو جائیں گے، اس طرح نہیں ہوتا۔ Good governance کے حوالے سے جہاں کوئی شکایت آئے، چاہے وہ کرپشن کی ہو، چاہے وہ نااہلی کی ہو، چاہے وہ indiscipline کی ہو تو یہ اختیار موجود ہوتا ہے۔ اس کو صرف streamline کرنے کے لیے ہم نے کہا ہے کہ reasons دے کر کریں گے اور یہ causes ہوں گے تو اس میں جائے گا۔ اتنی سی بات ہے۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی ایسا بڑا scandal ہے جس کو اگر ہم نے آج pass کر دیا تو ایک بھونچال آجائے گا۔ بالکل ایسا کچھ ہونے نہیں جا رہا۔

میں floor of the House پر عرض کر رہا ہوں کہ قوانین stagnant نہیں ہوتے۔ وقت کی ضرورتوں کے مطابق قوانین میں تبدیلی کا اختیار، قانون سازوں کو دیا گیا ہے۔ اسی لیے ہم amendments move کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک amendment ہے جو کہ vet ہوئی ہے۔ متعلقہ Finance Division نے اس کو move کیا۔ اس کی Law

میں conflict ہوئی۔ یہ ترمیم اس ایکٹ کے اغراض و مقاصد سے vetting سے Division
نہیں ہے۔ یہ آئین سے conflict میں نہیں ہے۔ اسی طرح کی provisions سیکڑوں اور
Acts میں موجود ہیں کہ جہاں پر حکومت کسی کو appoint کرتی ہے تو اس کی removal کے
لیے اسے reasons دینا پڑیں گی، show cause دینا پڑے گا، اسے سننا پڑے گا۔ یہ ساری
باتیں ہونے کے بعد وہ اس کو remove کر سکتی ہے۔ للٰذا، یہ وہ چیزیں ہیں جو اس میں موجود ہیں۔
اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یہ بل کمیٹی میں debate ہوا۔ ہمارے بھائی صاحبان کمیٹی میں نہیں
گئے۔ دو معزز اراکین ہیں، سینیٹر شبلی فراز صاحب جو کہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں، ہمارے لیے بڑے
محترم ہیں اور سینیٹر محسن عزیز صاحب جو Finance Committee کے Opposition
benches سے member ہیں، وہ تشریف نہیں لے کر گئے۔ کمیٹی نے سینیٹر سلیم مانڈوی والا
کی سربراہی میں اس کو examine کیا، report کل lay ہو گئی تھی۔ یہاں سے آیا کہ ہم
اسے examine کرنا چاہتے ہیں، I considered اکہ ٹھیک ہے کر لیں۔ So I would
request to this honourable Chair کہ آپ ایوان سے اس کا sense لیں
and proceed کریں، یہ legislative affair ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Minister for Energy.

Sardar Awais Ahmed Khan Leghari, Minister for Energy

سردار اویس احمد خان لغاری (وزیر برائے توانائی): بہت شکریہ، جناب چیئرمین! وزیر
قانون صاحب کے explain کرنے کے بعد میرے پاس کوئی گنجائش تو نہیں رہتی لیکن کچھ چیزوں
کی وضاحت کیونکہ Minister for Power کا نام لے کر کہا گیا اور معزز ممبر نے کچھ facts
دیے ہیں جس سے کسی عقل مند آدمی کی ایک کہاوت یاد آتی ہے کہ وکیل کی strength اس کے
دلائل ہوتے ہیں، جب دلائل کسی غلط facts پر base کر کے پیش کیے جائیں تو ان کی کوئی اہمیت
نہیں ہوتی۔ میں آپ کو صرف facts check کے طور پر کچھ چیزیں پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب والا! معزز رکن نے فرمایا کہ یہ قانون بننے کے بعد Board of Directors
form ہوئے تھے، یہ غلط بات ہے۔ Board of Directors Company's

Ordinance کے قانون کے تحت اس وقت SOE law in place نہیں تھا، یہ Board of Directors اس وقت form ہوئے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ Board of the Directors کے سامنے، یہ بھی انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ جلدی میں privatization کرنا چاہتے تھے، انہوں نے Board of Directors کو بھیج دیا۔ اس حکومت کے آنے کے بعد آج تک Board of Directors کے سامنے، اس سے پہلے کا مجھے نہیں پتا لیکن اس کے بعد کا پکا پتا ہے کہ agenda پر کبھی privatization کی چیز پیش ہی نہیں ہوئی۔

جناب والا! تیسری چیز یہ ہے کہ ابھی transaction and financial advisors hire نہیں ہوئے، ابھی ہم لوگ privatization جس پر ہم believe کرتے ہیں کہ ان اداروں کو ٹھیک کرنے کا اس کے بغیر کوئی راستہ نہیں ہے، اس کے لیے ابھی ہم نے policy and regulatory framework بنایا ہی نہیں ہے، ابھی ہم اس کے بنانے کے process میں ہیں۔ Financial advisors کے بعد والا stage ابھی سے ہم نے کیسے پورا کر لیا ہے؟ جہاں اس کی properties کی، land assets کی evaluation کی بات شروع ہو گئی۔ میں معزز ممبر کی اطلاع اور ایوان کو inform کرنے کے لیے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا ایک قانون ہے جو NEPRA کا قانون ہے، اس کے تحت distribution companies جو چاہے ان کے نام پر ہوں یا area electricity boards کے نام سے آرہے ہوں یا صوبوں کے نام سے آرہے ہوں، cannot use their assets, they cannot use that land for any other purpose other than the provision of the electricity and power and for that particular business. ان کا revenue stream اس کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا۔ How easy is it to just completely misstate the facts. اس کا facts check بہت ضرورت تھا۔ میں معزز ممبر کو assure کرتا ہوں کہ کسی کو کسی خاص reason کے لیے کہ وہ ہمیں پسند نہیں ہیں، انہیں نکال دیں، there is a certain entire process that exists. جب SOE law اجازت دے گا، وہ process جو اس وقت ہے، اس کی باقاعدہ reasoning ہوتی ہے کہ کس کمپنی کا ساڑھے پانچ ارب روپے کا نقصان ہے، کس کا سو ارب

روپے کا ہے اور کس کا اسی ارب روپے کا ہے۔ جس کا profit ہو گا، اس کے Board of Directors کو change کرنے کی کیا ضرورت ہے، وہ کمپنی اچھا perform کر رہی ہے لیکن جس کا profit ایک روپے آئے گا اور پچاس ارب روپے آ سکتا ہے، جب آپ اور ہم، shareholders اپنی companies کے ہوتے ہیں یا جن Board of Directors پر ہم private companies کے لوگ بیٹھتے ہیں، وہاں اس قسم کی چیزوں کو assess نہیں کیا جاتا ، اس کی assessment کون کرے گا؟ ہم نے صرف SOE law کو اس قسم کی consistency حاصل کرنے کے لیے کہ ہم لوگ اس پر as a shareholder check and balance کر سکیں according to certain processes جو ہم ان شاءاللہ آپ کے سامنے transparent طریقے سے رکھیں گے۔

جناب والا! میں معزز ممبر کو assure کروانا چاہتا ہوں کہ جو وجوہات انہوں نے کہی ہیں based on the facts that he has presumed to have happened, those facts do not exists on the ground اور یہ ان وجوہات کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Leader of the House.

Senator Mohammad Ishaq Dar, Minister for Foreign Affairs, Leader of the House

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (وزیر برائے خارجہ امور و قائد ایوان) : بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہو ں کہ honourable colleague parliamentary leader of PTI نے کچھ points raise کیے ہیں، وہ very important ہیں and both the Law Minister Sahib and Power Minister نے اس کا جواب بھی دیا ہے۔ Let me assure you کہ privatization process ہے، I can guarantee that it will be transparent. As Chairman of the Cabinet Committee on Privatization I will not entertain anything which is beyond any rules, process or without transparency. جو process ہے as

you know that once the transaction process is
اس completed, I am sure all honourable members know,
کے بعد جب وہ ripe ہوتی ہے پھر Cabinet Committee on Privatization کے
پاس آتی ہے، they postmortem it. میں as a Finance Minister اس کا
چیئرمین رہا ہوں، ابھی بھی میری ذمہ داری ہے اور اس کے بعد یہ Cabinet میں جاتی ہے۔ Let
me assure to the House and honourable member کہ اگر کسی
بھی چیز میں transparency نہیں ہو گی، اگر اس میں کوئی due process follow
نہیں ہوگا تو

I assure you that first blockade will be at the CCOP which is my responsibility.

دوسری بات! میں سمجھتا ہوں کہ privatization کا جو process ہے، دیکھیں as
a Government ہمارا یہ فرض ہے and Insha Allah we will discharge
it so far. ہمارے اوپر سب سے پہلی جو responsibility ہے، it is not only the
Government but also the allies, اس میں پیپلز پارٹی ہے، دوسری جماعتیں ہیں،
ہمیں سب سے پہلے unanimously ان فیصلوں کو کرنا ہے، پھر you know
obviously House کو on board لینا ہے۔

انہوں نے دو بہت اہم چیزوں کی بات کی ہے، nothing it let's take it
today کہ کس طرف جانا ہے، ایک انہوں نے Pakistan Steel Mills کی بہت اہم بات
کی۔ علی ظفر صاحب نے 800 billion dollar کی بات کی،

let's look at it. This House should consume time to postmortem these two transactions. Why this did not materialize Pakistan Steel Mills, hundreds of billions have been lost because it could not be privatized.

کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم اسے دیکھیں، guide کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ we are the
symbol of Federation, ہم پھر مل کر کام بھی کریں۔ These things
should be a-political, اس پر کوئی سیاست نہیں ہونی چاہیے۔

میں welcome کروں گا کہ اگر اس پر special group or committee
بن جائے جو right from day one to till now دیکھے کہ Pakistan Steel
Mills کیوں privatize نہیں ہوئی۔ اس ایک فیصلے کی وجہ سے پاکستان کتنا bleed ہوا،
how many hundreds of billions Pakistani loss?

انہوں نے بالکل صحیح بات کی, 800 billion dollar کی جنرل مشرف کے زمانے
میں transaction ہوئی، اتصالات کو privatize کیا گیا، اس privatization میں
three bidders آئے۔ میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اس کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت بھی
رہی، مسلم لیگ (ن) کی حکومت رہی اور پی ٹی آئی کی حکومت بھی رہی، none of these
could solve it, why? I have analyzed it why, let me share
it with you, we are still trying to find a solution. اس میں three
bids آئیں اتصالات کی higher bid تھی۔ Bid No.2 and Bid No. 3, I am
talking General Musharraf era, I have studied this case
and try to my best to get it resolve but you know there is
a limit. اس میں Bid No. 2 and 3 کو ملا کر بھی gross amount of two
bids was less than the bid No. 1. So according to my
میں information and the colleagues who were there,
نے 2013-17 میں بھی اسے follow up کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ the bidder
wanted that Pakistan to confiscate his bid bond and run
away. جنرل مشرف اور شوکت عزیز صاحب نے بہت منتیں، ترلے کرکے ان کو منوایا۔ اس جلدی
میں ایک ایسا contract sign کیا گیا جس میں یہ لکھا گیا کہ کوئی over few
thousand properties of PTCL those would be transferred
in the name of PTCL, this is the funniest part, اگر وہ
properties کم ہوں گی، ان properties کی evaluation کون کروائے گا، اتصالات
بھی کروائے گی اور پاکستان بھی کروائے گا اور کون سی price لی جائے گی جو higher ہو گی۔ I
mean Look at it, this is where the fault lies, this is fault
line in this contract. I have studied this. اس کے نتیجے میں تقریباً ساڑھے

تین ہزار سے زیادہ properties میں سے جب ہم نے 2013 میں take over کیا۔ ابھی تک تقریباً ڈیڑھ سو properties نہیں ملیں۔ اس میں ایک بہت بڑی property کراچی میں ہے، KPT, جہاں telecommunications کے بہت زیادہ employees ہیں، سلیم صاحب! آپ کو پتا ہو گا، وہ بہت بڑی Telecommunications کی پراپرٹی ہے، Sir, it is billions of rupees worth of property. مجھے یاد ہے کہ میں نے حکومت سندھ کو follow up کیا کہ خدا کے لیے! ان کو ایک مرتبہ مکمل کر کے 800 million لیں، we could ultimately reduce it to less than 30 properties, حکومت پنجاب اور حکومت سندھ سے کرایا لیکن ابھی تک وہ بڑی property نہیں ہوئی۔ آج تک جو 30 کے قریب properties رہتی ہیں، ان کے بقول انہوں نے ان کی valuation کروالی اور انہوں نے کس سے کروائی، وہ claim کرتے ہیں کہ one of the Collie, one of the very known surveyor and valuers in the world. انہوں نے جو کروائی، انہوں نے hardly کوئی 20 million dollars یعنی 770 or 780 million کی valuation ہاتھ میں رکھی ہوئی تھی اور وہ کہتے ہیں کہ 20 and 30 million لے لیں، obviously 20 and 30 million is nowhere. Frankly, I did struggle a lot and eventually پچھلے tenure میں 2018 سے پہلے، آگے ان کو پتا ہو گا کہ کیا ہوا ہے وہ maximum جو آئے، to the best of my memory انہوں نے کہا کہ 263 million لیں، ہم اس سے زیادہ ایک پیسا نہیں دیں گے۔ Obviously, it is still not acceptable, look at the fault line, allow me to use the word, اگر اس قسم کی بے ہودہ Clause نہ رکھی ہوتی تو آج

perhaps, there would have been mediation, there would have been an independent arbitrator or something like this.

ہم جب ایسے جلدی میں کوئی contract کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان دونوں transactions کو بالکل دیکھنا چاہیے۔ اس House کے جو بھی ساتھی وقت دے سکیں، وہ ان

کو دیکھیں، I mean, they should be transparent یہ قوم کی property ہے، یہ نہ حکومت کی ہے۔ وہ کل اِدھر تھے ہم اُدھر تھے، آج وہ اُدھر ہیں اور ہم اِدھر ہیں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں، ہمیں جن کو apolitical طریقے سے deal کرنا چاہیے۔

Mr. Chairman, coming to the today's Law,
اب ہمیں صرف for the sake of opposition نہیں کرنی چاہیے، میں سمجھتا ہوں کہ بڑا robust ہونا چاہیے، as Law Minister explained and also the Power Minister کہ وہ ان کے پاس کبھی گیا نہیں اور اگر transactions نہیں گئیں، اگر جائیں بھی if there are vested interests, move behind and try to stop the good work, I think, we should be united. ہمیں مل کر کام کرنا چاہیے، جو ٹھیک کام ہے، ہم وہ کام کریں گے اور جو کام ٹھیک نہیں ہے تو ہم اس کام کو نہیں کرنے دیں گے، there should be a joint effort. I offer myself, ہو، information کہ اگر اس میں کوئی بھی honourable Member my colleagues, the Government will be happy to share everything here. جہاں تک earlier جو بات ہوئی ہے، with all due respect میرے لیے قابل احترام ہیں، اگر ہم Rules of Procedure and Rules of Business کو tamper کرتے رہیں گے کہ بس ایک ضمنی سوال ہے، there are 60 minutes allocated for the supplementary questions. اب جو بھی ہے، that will get just closed. آپ اگر پانچ منٹ دیں گے پھر دوسرے پانچ کی ضرورت پڑے گی پھر اور پانچ منٹ کی ضرورت پڑے گی تو

I think, there is something we should be mature enough, not to insist on things, which actually tantamount to the change of the Rules of Business and Practice.

میری گزارش ہے کہ ہم سب کو پتا ہے، Rules کیا ہیں اور کس طرح چلنا ہے تو مل کر چلیں گے تو ان شاء اللہ، یہ چیزیں مل کر ملک کی بہتری کے لیے کرنی چاہیں۔

And I assure the Opposition and Leader of the Opposition, colleagues and all other parties sitting here,

that the Government will be transparent, and we will share everything they require, you know, with the complete honesty and transparency. Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Yes, Leader ot the Opposition.

Senator Syed Shibli Faraz

Senator Syed Shibli Faraz: Thank you Mr. Chairman. I will be very brief because I know that the time is short.

جناب ! جس قانون کی بات ہو رہی ہے، اس میں وزیر قانون نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ تحریک انصاف کے Senators نہیں آئے تھے، اس وجہ سے ان کو بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، کمیٹی میں، آپ کہہ سکتے ہیں ۔ ہمارا جو concern and worry ہے جس طرح ہمارے پارلیمانی لیڈر نے بھی ذکر کیا۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے دیکھا ہے کہ جو قوانین ہیں، اگر آپ نے وہ ہم خیال لوگوں کے ہی بنانے ہیں، یعنی ایک ایسا ماحول پیدا کیا جائے، جہاں پر dissent ہو ہی نہیں، ہم نے جس طرح اس ایوان میں دیکھا ہے۔ اس بات پر بحث نہیں ہوتی، یہ کل بھی bulldoze کرنے کے لیے law لائے تھے۔ ہم نے اپنی باتیں کیں، ہم عوام کے نمائندے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ہم عوام کے interest کی protection کریں اور عوام کے interest کی protection کس طرح ہو گی۔ وہ اس طرح ہو گی کہ اس ملک کے جو اثاثے ہیں اور اس ملک کے عوام کے اثاثے ہیں، ہم ان کی رکھوالی کریں۔ یہ نہ ہو کہ ابھی جس طرح Leader of the House نے Etisalat اور ٹیلی کام کی بات کی ہے، وہ بالکل درست ہے، اس کمیٹی میں میں بھی تھا، اس میں سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ بھی تھیں۔ یہ بات تھی کہ اس میں incompetence شامل ہے، ہم ایک Etisalat case والا لے لیں جس میں by the way ہمارے 850 million dollars ابھی تک نہیں ملے، پتا نہیں 15 سال ہو گئے یا کتنے سال ہو گئے ہیں، اگر mark up لگا لیں، almost close to billion dollars یہ ہمارے ایک ارب سے زیادہ قرض دار ہیں یا وہ proceeds realize نہیں ہوئی ہیں جن پر معاہدہ ہوا تھا۔ Properties کا issue تھا، ہم نے مختلف suggestions دیں کہ آپ کہتے ہیں جو کم تھیں، آپ ان کی valuation

کر لیں، انہوں نے بالکل ٹھیک کہا۔ تین رکنی کمیٹی بھی شامل ہو، وہ بھی کر دیں، وہ بے شک پیسے deduct کر لے لیکن ہمیں balance پیسے دے دیں، بہر حال وہ نہیں ہوا۔

جناب! اس کی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے بنیادی طور پر جو چیز سب سے زیادہ پوری انسانیت اور اس کائنات کے لیے رکھی ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کو انصاف کرنا پڑے گا، آپ کو ایمانداری کرنی پڑے گی، آپ کو transparent ہونا ہوگا اور بد قسمتی سے ہمارے ملک میں یہ ساری چیزیں ناپید ہیں۔ اب جب میں سنتا ہوں کہ اسٹیل ملز ہو گئی یا جتنے بھی state owned enterprises ہیں، یہ سارے خسارے میں ہیں، ان کا بیڑہ غرق ہو گیا ہے، چاہے وہ power sector ہو یا کوئی بھی sector ہو، وہ نقصانات ہی نقصانات کر رہے ہیں۔ جناب! میرا ایک سوال بنتا ہے کہ پاکستان تحریکِ انصاف نے 2018 سے اپریل 2021 تک صرف ساڑھے تین سال حکومت کی، یہ جو تنزلی کا سلسلہ ہے، یہ جو تباہی ہے، یہ جو incompetence ہے، جو corruption ہے، آپ جو بھی کہہ لیں، یہ کس کی watch پر ہوئے ہیں، پاکستان تحریک انصاف پر تو نہیں ہوئے۔ I am sorry to say آپ ہی اس ساری تنزلی کے ذمہ دار ہیں، یہ سب کچھ آپ کے ادوارِ حکومت میں ہوا۔ Power Minister صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میرے بڑے ہی محترم اور عزیز دوست ہیں، colleague ہیں، چھوٹے بھائی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ ان کا نام لیں، آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! میں Minister for Power جناب اویس احمد خان لغاری صاحب کی بات کر رہا ہوں، ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: اب میں بصد معذرت لغاری صاحب سے کہوں گا کہ جب ہماری حکومت گئی، مجھے معلوم نہیں ہے کہ Power Minister صاحب یہاں پر آئے ہوئے ہیں، میرا power sector سے ایک تعلق رہا ہے کیونکہ میں نے اس پر کافی کام کیا ہے، سینیٹ کی ایک Special Committee تھی، میں جس کو head کر رہا تھا اور ہم نے ایک report بھی بنائی تھی۔ جناب! اب آپ دیکھیں کہ اب power sector جس حالت میں ہے، Minister for Power صاحب نے جو بھی باتیں کیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ again I

say کہ یہ معاہدے کس نے کئے، اس ملک میں مہنگی ترین بجلی کا عذاب کس نے نازل کیا، ہمارے پاکستان پیپلز پارٹی کے دوستوں نے کیا اور جو رہی سہی کسر تھی، وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے پوری کی۔ ان کو پتا ہے کہ ہماری installed capacity کتنی ہے اور ہماری transmission کی capacity کیا ہے۔ Power plants دو سال میں بن جاتے ہیں، ایک سال میں بن جاتا ہے، یہ جلدی دکھانے کا کام ہوتا ہے اور اس میں کئی لوازمات ہوتے ہیں، کئی فائدے ہوتے ہیں۔ Transmission and Distribution کو بالکل ignore کیا گیا۔

جناب! یہ جو boards کی بات کرتے ہیں، ان boards میں اپنی پسند کے لوگ لگائے گئے۔ مجھے یہ کسی نے دیا ہے کہ Islamabad, the 29th July, 2022, and the DESCO is your home town that is MEPCO, MEPCO کے پہلے boards بنے ہوئے تھے، ان کو ہٹایا گیا اور ہمارے محترم جناب لغاری صاحب کے بھائی جمال خان لغاری کو چیئرمین اور Independent Director بنایا گیا۔ جناب! اب بات ہے کہ he is a very competent man, I know him and so is Mr. Leghari. انتہائی competent ہیں لیکن جب اس طرح کی باتیں اٹھتی ہیں تو پھر یہ سوالات بھی ساتھ اٹھتے ہیں،

there are many competent people in this country but since we want people of our own liking, of our own mind set that is where the problem lies.

آپ دیکھیں کہ اس ملک کے جو اثاثے ہیں، پھر ایسی بات آتی ہے کہ ہمیں اس پورے process میں ملتا کیا ہے، جیسے کہ Etisalat میں ہوا۔

گیلانی صاحب! میں آپ کو dedicate کرتا ہوں کہ آپ کو شعر و شاعری سے بڑا شغف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب ہم ایسے حالات create کر دیتے ہیں تو ہمارے پاس زیادہ گاہک ہی نہیں آتے۔ ہمارے پاس لے دے کر ایک ہی گاہک آجاتا ہے تو اس کے بارے میں فراز صاحب نے کیا کہا ہے۔

جناب چیئرمین: اس شعر کا جواب آپ وزیروں نے دینا ہے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: صدیقی صاحب سے میں expect کروں گا۔ باقی تو، تارڑ صاحب کے تو قریب سے بھی نہیں گزری ہے۔

ملا تھا ایک ہی گاہک تو ہم بھی کیا کرتے

سو خود کو بیچ دیا بے حساب سستے میں

جناب، یہ ملک غریب نہیں ہے، غریب نہیں تھا۔ اس کو غریب کر دیا گیا ہے۔ اس ملک کا اتنا potential تھا اور ہم نے اس پاکستان کے غریب عوام پر کتنا ظلم کیا ہے، ان کا معیار زندگی ہم نے گرا دیا، صرف ایک power sector سے ہمارے ملک میں لوگ ذہنی مریض بن گئے ہیں جو ان کے بجلی کے بل آ رہے ہیں، اس طرح کی مہنگی بجلی تو اس ملک میں کبھی بھی نہیں تھی۔ Flawed system تھا، پاکستان پیپلز پارٹی نے بڑا ہی غلط فیصلہ کیا اور مستقبل کی نسلوں کو گروی رکھوا دیا۔ ایسے معاہدے کرکے جس سے ہمیں ان کو dollars میں payments بھی کرنی تھیں، sovereign guarantee بھی تھی، ان کو capacity payments بھی کرنی تھی۔ مطلب ہے کہ اس میں تو ایسا ہوا کہ لوگوں نے، اگر ایک 100 power project million dollars میں لگتا ہے تو جو 80/20 کی equity تھی، اس میں لوگوں نے over invoicing کرکے الٹا پیسے جیبوں میں ڈالے، مالک بھی بن گئے اور پوری قوم کو انہوں نے غلام بھی بنا دیا۔

اب جو ہمارے سب سے بڑے challenges ہیں وہ دو ہیں۔ ایک ہے pension funds اور دوسرا ہے circular debt of power sector. اب اگر یہ دو چیزیں ہی آپ لے لیں تو ہم تو بالکل ایک ایسی صورت حال میں ہیں کہ
we are bankrupt. We are literally bankrupt. We are sustaining ourselves on the basis of the loans that we get.
میں یہ بات as an ex-banker کہہ رہا ہوں۔ آپ کو جب قرضہ ملتا ہے تو آپ کو پریشان ہونا چاہیے کہ آپ نے اس کو واپس بھی کرنا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ وہ آپ نے ایسے projects میں بھی لگانا ہے کہ اس کا return بھی آئے۔ What you say is bang for the buck.
اس کے برعکس یہاں پر حکومت تو اپنی شاہ خرچیوں کو بالکل بھی کم نہیں کر رہی ہے لیکن غریب عوام پر ہم نے taxes کا بوجھ ڈال دیا ہے۔

Anyways, that's a subject for another day. But what I am saying is that what is required in this particular Bill, why we are discussing this because

ہمارا ایک غلط فیصلہ، جیسا کہ میں نے کل کہا تھا جب یہ کمیٹی بنی تو میں نے اس کمیٹی میں کہا تھا کہ وہ لوگ کون تھے جنہوں نے power کے اس agreement پر، جس پر ہم نے sovereign guarantee بھی دیں، ہم نے capacity payments بھی کیں اور ہم نے dollarization بھی کی، کون تھے وہ لوگ جنہوں نے اسے approve کیا؟ اگر وہ مر گئے ہیں تو ان کو نکالیں، ان کو لٹکائیں کیونکہ وہ قوم کے مجرم ہیں۔ انہوں نے اس کا مستقبل نہیں دیکھا۔ What is the use of such people جنہوں نے ملک کے interest میں نہیں، عوام کے interest میں نہیں بلکہ خاص لوگوں کے interest کے لیے وہ کام کر کے ملک کا بیڑا غرق کر دیا، عوام کا بیڑا غرق کر دیا۔

جناب، ان چیزوں کو اتنی باریکی سے دیکھنا چاہیے اور ہم اس لیے بھی دیکھتے ہیں کیونکہ یہ پاکستان کے مستقبل کا سوال ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ کل میری جگہ کوئی اور بیٹھا ہو اور وہ کہے کہ شبلی فراز کو قبر سے نکالو کیونکہ he was the Leader of the Opposition or the Leader of the House اور اس کے دور میں یہ Bill pass ہوئے۔ Sir, we don't want to be the part of that. ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمیں لوگ کم از کم اگر اچھا نہیں کہتے تو برا بھی تو نہ کہیں۔

تو جناب، ہمیں یہ culture develop کرنا چاہیے۔ ہمیں discussion کرنی چاہیں، threadbare discussions کرنی چاہیے خاص کر ان چیزوں پر جن پر کل سوالات اٹھیں گے۔ کل سوالات آپ پر اٹھیں گے کیونکہ یہ issue ہی ایسا ہے کہ اتنے billions of dollars کے جو ہمارے اثاثے ہیں ان کو ہم سستے میں نہ بیچ دیں، غلط طریقے سے نہ بیچ دیں اور جس سے قوم کو فائدہ نہ ہو اور by the way جو utilization اور اس کی Privatization Act ہے، اس کا بنیادی مقصد ہے کہ اس کے جو proceeds ہوں گے وہ قرضے کو اتارنے کے لئے اور poverty alleviation کے لیے استعمال ہوں گے۔ I hope that it happens that way.

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ میں treasury benches کے patience کو بھی appreciate کرتا ہوں اور دوسرا میں یہ بھی آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ I have been the Speaker for four and half years اور محترمہ صاحبہ مجھے کہتی تھیں کہ Your standard is more than the House of Commons. تو اس لیے میں maximum یہی کر سکتا تھا کہ I should hear the point of view of both sides. اب اس کے بعد میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ مجھے House کے views لینے پڑیں گے اور اس پر آپ جو rules, procedures and practices کے مطابق you can react but کوئی ایسی indecency نہ ہو جس سے reflect ہو House کی position میں۔

Thank you very much. I now give the floor to

(Interruption)

Mr. Chairman: Please, please, please. After the leader of the Opposition. نہیں، وہ خود بڑھا لیں گے۔ Mr. Law Minister.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I, on behalf of Minister for Finance and Revenue, move that the Bill to amend the State-Owned Enterprises (Governance and Operations) Act, 2023 [The State-Owned Enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? No. It has been moved that the Bill to amend the State-Owned Enterprises (Governance and Operations) Act, 2023 [The State-Owned Enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted unanimously. Second reading of the Bill i.e. clause by clause consideration of the Bill. Clauses 2 to 4, There is no amendments in the clauses 2 to 4, so I will put these clauses as one question. the question is that clauses 2 to 4 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 4 stand part of the Bill. Clause 1, The Preamble and the Title of the Bill.

Leader of the Opposition ہمیں آپ تنہا تو نہ چھوڑ کر جائیں۔

The question is that Clause 1, the Preamble and the Title, do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, The Preamble and the Title stands part of the Bill. Order No.4, honourable Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue, on his behalf honourable Senator Azam Nazeer Tarar, please move Order No.4.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب، شبلی فراز صاحب کو روکا اس لیے تھا کہ انہوں نے کہا تھا کہ وزیر قانون کا شاعری میں کوئی ذوق نہیں ہے، تو انہیں سمجھ نہیں آئے گی۔ انہوں نے گاہک اور خریدار کی بات کی تھی۔ Potential ہم میں بہت ہے لیکن کچھ کمزوریاں ہیں، اِدھر سے بھی اور اُدھر سے بھی۔ تو اس پر شعر یہ تھا کہ

ہم اپنے عہد کے یوسف ضرور ہیں لیکن
کنویں میں قید ہیں، بازار تک نہیں پہنچے

تو ہمیں بازار تک جانے دیں، بازار تک جانے دیں۔

Sir, I, on behalf of Minister for Finance and Revenue, beg to move that the Bill to amend the State-Owned Enterprises (Governance and Operations) Act,

2023 [The State-Owned Enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to amend the State-Owned Enterprises (Governance and Operations) Act, 2023 [The State-Owned Enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted, and the Bill stands passed unanimously. Thank you.

Order No.5. Calling Attention Notice in the name of Senators Falak Naz. As you are not well, and you requested that I should defer. Do you want to continue?

Calling attention notice raised by Senator Falak Naz regarding excessive and un-announced load shedding of electricity in Upper and Lower Chitral

سینیٹر فلک ناز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب، میری طبیعت کافی خراب ہے لیکن مسئلہ پورے چترال کا ہے جو ایک بہت بڑا issue ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے announce کر دیا تھا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

سینیٹر فلک ناز: جناب، میں ابھی ہسپتال سے آئی ہوں لیکن جو مسئلہ ہے اس سلسلے میں متعلقہ وزیر صاحب بھی موجود ہیں، تو میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھا کر بات کرنا چاہتی ہوں۔ جناب، ہمارے چترال میں بجلی کا بہت گھمبیر مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کیونکہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا Calling Attention Notice ہے، اس کو move کریں۔ آپ اس کو move کریں۔

سینیٹر فلک ناز: کدھر ہے، میں نے تو دیکھا بھی نہیں ہے، میں تو ابھی آئی ہوں۔ کہاں پر ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی طرف سے میں move کروں؟

سینیٹر فلک ناز: جناب! چترال میں غیر اعلانیہ load shedding کا مسئلہ ہے، میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کا Calling Attention Notice ہے۔

سینیٹر فلک ناز: اپر چترال میں غیر اعلانیہ load shedding ہو رہی ہے جو علاقے کے مکینوں کے لیے مشکلات کا باعث بن رہی ہے۔ میں Minister for Power کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ جناب! چترال بھی اس ملک کا حصہ ہے، میں پچھلے تین سال سے load shedding کے بارے میں کہہ کہہ کر تھک چکی ہوں۔ میری باتیں یہاں پر سنتے ہیں، پہلے وزیر نہیں تھے، اس کے بعد وزیر بھی آ گئے لیکن چترال کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: سارے وزراء موجود ہیں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب! چترال کا مسئلہ ہے کہ چترال میں 108 megawatts بجلی پیدا ہوتی ہے اور پورے چترال کو 12 megawatts بجلی کی ضرورت ہے جو اس کے لیے بہت ہی زیادہ ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ چترال میں 18, 18 گھنٹے load shedding ہوتی ہے، میں اس کے بارے میں پہلے بھی بتا چکی ہوں، انہوں نے میری بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور میں کہہ کہہ کر تھک چکی ہوں۔ اب میں آپ کے notice میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ چترال پچھلے تین دن سے تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے۔ میں نے متعلقہ حکام سے بھی رابطہ کیا اور میں نے PESCO کے Chief Executive سے بھی رابطہ کیا۔ اس کے بعد میں نے چترال کے متعلقہ حکام جو سوات میں بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے ان سے بھی رابطہ کیا۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ چترال میں بجلی وافر مقدار موجود ہے کیونکہ اس وجہ سے یہ fault آیا ہوا ہے۔ یہ کون سی بات ہے کہ بجلی کی مقدار وافر ہونے سے fault آتا ہے۔ جناب! میں وزیر صاحب کی توجہ اس جانب دلانا چاہتی ہوں کہ چترال تین دن سے تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے اور وزیر صاحب کو پتا نہیں ہے کہ وہاں پر بجلی نہیں ہے اور وہاں کے لوگ سراپا احتجاج ہیں۔

جناب! جب PTI کی حکومت تھی تو وہاں پر load shedding zero تھی جب ان کی حکومت آئی ہے تو 18, 18 گھنٹے بجلی کی load shedding ہو رہی ہے۔ میری وزیر صاحب سے درخواست ہے کہ وہاں کے لوگ سراپا احتجاج ہیں، وہ منتخب نمائندوں پر الزام لگا رہے ہیں لیکن

یہاں پر بات کچھ اور ہے۔ PESCO and PEDO کا کوئی issue ہے لیکن چترال کے عوام suffer ہو رہے ہیں۔ میری وزیر صاحب سے درخواست ہے کہ وہ مجھے بتائیں کہ تین دن سے چترال میں fault آیا تھا، یہ کس وجہ سے آیا تھا؟ میں نے جب PESCO کے Chief Executive سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے اس کو temporary طور پر ٹھیک کیا ہے لیکن یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔ لہٰذا، آپ اس بارے میں وزیر صاحب سے بات کریں اور میں نے وزیر صاحب سے telephone پر contact کرنے کی کوشش کی تو ان کا number نہیں مل رہا تھا۔ اب موقع ہے اور وہ یہاں پر آئے ہوئے ہیں، یہ مجھے جواب دیں کہ چترال کے عوام کا کیا قصور ہے کیونکہ وہاں پر بجلی وافر مقدار میں موجود ہے۔ اس کے باوجود 18, 18 گھنٹے load shedding ہو رہی ہے۔

جناب! دوسری بات یہ ہے کہ چترال میں meters readers کی کمی ہے جو lineman ہوتے ہیں، ان کی کمی ہے تو ان کی کمی ہونے کی وجہ سے بجلی کا bill لاکھوں روپے کا آتا ہے۔ ایک مزدور جو -/20,000 روپے کماتا ہے، وہ ایک لاکھ روپے بجلی کا bill کیسے دے گا؟ مجھے اس کا بھی جواب دیا جائے۔ اس کے بعد یہ بات ہے کہ جب چترال میں transformer خراب ہوتا ہے تو transformer کو چترال سے چکدرہ مرمت کے لیے لایا جاتا ہے لیکن عوام اپنی مدد آپ کے تحت چندہ جمع کرکے transformer کو چکدرہ لاتے ہیں تو ان کو بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میری متعلقہ وزیر صاحب سے درخواست ہے کہ وہاں پر ایک workshop چترال میں کھولی جائے، جہاں پر transformers کی مرمت کی جائے اور بجلی کی بحالی کا کام کیا جائے؟ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کی کوئی اور بات رہ گئی ہو یا بس کافی ہے۔

سینیٹر فلک ناز: جناب! پہلے یہ مسائل تو حل ہو جائیں، پھر کوئی اور مسئلہ آئے گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اب چترال پر کوئی اور تو نہیں بولنا چاہتا۔ Please, Minister Sahib, Chitral is a important place اور چترال کا internationally بھی ایک نام ہے because of the Polo and others things also.

Mr. Awais Ahmad Khan Leghari: Sir, I am quiet embarrassed every time I am here at floor of the House, so, there are electricity related issues.

بجلی کے customers کو lack of service کی وجہ سے issues ہیں، میں ان تمام
honourable Members اور ہمارے جو clients ہیں، چاہے وہ politicians ہوں
یا نہ ہوں۔ ان سے معذرت ہے کہ جب تک ہمارے systems improve نہیں ہوتے کیونکہ
بدقسمتی سے پورے system کو زنگ لگا ہوا ہے، ہم جن کی war footing پر
improvement کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ابھی آپ کے سامنے Distribution
Companies کے boards کے معاملات discuss ہوئے، lack of
management expertise ہے۔ ان companies میں وہاں کے officers
engineering point of view کے طور پر دیکھتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی
customer care کے angle سے نہیں دیکھا۔ ہم ان تمام چیزیں کو لے آنے کے لیے کوشاں
ہیں اور ان کو لے آئیں گے اور ہم prove کریں گے کہ ہم نے جو effort کی ہے، ان شاء اللہ، وہ
رنگ لے آئی ہے۔

جناب! خاص طور پر چترال کا مسئلہ یہ ہے کہ چترال میں Golen Gol Hydro
Power Project ہے جس سے پانی سے پیدا ہونے والی بجلی کی کل capacity 108
megawatts ہے اور یہ 108 megawatts کا project ہے، اس کا PEDO کے نام
سے ایک ادارہ ہے، وہ اس کو سنبھالتا ہے اور اس کو واپڈا کا محکمہ operate کرتا ہے۔

Mr. Chairman: Is this private?

جناب اویس احمد خان لغاری: نہیں جناب، this is owned by the
WAPDA, not by PESCO. قابل احترام رکن صاحبہ 36 گھنٹے کی بات فرما رہی ہیں، اس
میں Hydro Power Project stopped operating because there
were some faults اور وہاں سے بجلی پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ اسی اثنا میں مارچ 2024
میں PESCO اور National grid سے line چترال کے ساتھ connect کرتی ہے، اس
میں fault آیا اور اس کے کچھ poles گرے۔ یہ line WAPDA نے construct کی تھی

اور اس line کو WAPDA ہی operate کر رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ WAPDA میری وزارت کا حصہ نہیں ہے تو میں کسی دوسرے پر الزام نہیں لگا رہا ہوں لیکن یہ ایک technical issue تھا جب اس Hydro Power Project میں بجلی کم پیدا ہوتی ہے تو پھر National grid سے بجلی feed کی جاتی ہے اور پورے چترال کی requirement پوری ہوتی ہے۔ یہ لوگ خود بجلی پیدا نہیں کر رہے ہوتے تو وہ پھر under the system enter ہوتی، اس system کی connectivity خراب ہے۔ ہمیں کل سات بجے آپ کے House سے یہ بات convey ہوئی تو میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس میں یہ ظاہر ہوا کہ اس میں national connectivity form ہوتے ہوئے ایک دو ہفتے اور لگیں گے کیونکہ وہ poles مشکل علاقوں میں ہیں۔ اس وقت بجلی from the Hydro Power Project itself بحال ہو چکی ہے اور کچھ علاقوں میں بحال ہوئی ہے اور کچھ علاقوں میں بحال نہیں ہوئی، جہاں سے feed ہو سکتی ہے۔ ہم اس کو war footing پر دیکھ رہے ہیں۔ میں اگلے دو، چار گھنٹوں کے اندر، کیونکہ ہمیں ابھی تک کل شام سے بہت زیادہ تفصیل میں جانے کا موقع نہیں ملا تو میں آج اس اجلاس کے بعد جاؤں گا اور اس issue کو take up کروں گا۔ میں honourable Member صاحبہ کو I will provide her a complete report within one hour اور یہ بھی بتاؤں گا کہ ان شاء اللہ، کون کون سے areas میں کب کب بجلی بحال ہو سکے گی۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر فلک ناز: یہ پچھلی مارچ سے برفباری کی وجہ سے لواری ٹاپ میں 3 towers خراب ہو چکے ہیں، یہ جب تک ان کو ٹھیک نہیں کریں گے تو یہ fault ٹھیک نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: اس پر 2 issues ہیں، ایک ہم House Committee بنا رہے ہیں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب! ہمیں اس کا بتایا جائے کہ اس کے لیے متبادل plan کیا ہے جبکہ بجلی بحال نہیں ہو رہی تو اس کا کوئی متبادل plan تو ہو گا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ اس وقت موجود نہیں تھیں یا شاید ہوں گی، تو جو complete House کی کمیٹی بنے گی جس میں وزارت total brief کرے گی۔ آپ کا جو specific issue ہے، وہ after one hour آپ سے رابطہ کرکے آپ کو بتادیں گے۔ آپ کا شکریہ۔

سینیٹر فلک ناز: اب وہ لوگ roads پر ہیں، وہ اس حالت میں آ چکے ہیں۔ یہ عوام کشمیر کے احتجاج کو بھول جائیں گے۔

جناب چیئرمین: ہم بھی یہی احتجاج کر رہے ہیں کہ جلدی کریں۔ ان شاء اللہ، وہ آپ کو ایک گھنٹے کے اندر بتادیں گے۔ قائد ایوان صاحب! آپ نے بات کرنی تھی؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): شکریہ، جناب چیئرمین! میں صرف اپنے colleagues کے ساتھ یہ share کرنا چاہتا ہوں کہ غزہ کے اوپر حکومت کا بڑا clear موقف تھا، ہے اور ان شاء اللہ رہے گا۔ ہم نے کوئی forum spare نہیں کیا۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں جمعہ کی اذان سنائی دی)

Mr. Chairman: Leader of the House.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ غزہ کی جو تکالیف ہیں اور جو ہمارے بہن بھائی 37 ہزار کے قریب reportedly شہید ہو چکے ہیں اور اس میں بہت بڑی اکثریت خواتین اور بچوں کی ہے۔ اسی طرح 80 ہزار کے قریب بڑے seriously injured ہیں اور تقریباً 2 million بیس لاکھ سے زیادہ لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ اس حکومت نے ایک consistent support ان کے لیے یعنی effort شروع کی ہوئی ہے۔ سب سے پہلے ہم نے OIC جو کہ Gambia میں ہوئی، اسلامی ممالک کی جو organization ہے اس میں بھرپور آواز اٹھائی، پھر اس کے بعد جو ہم نے Council of Foreign Minister D-8 کی meeting Istanbul میں ہوئی اس میں ہم نے بھرپور آواز اٹھائی الحمد للہ۔ اس کے ساتھ ساتھ عمان میں جو کہ King of Jordan اور President of Egypt and Secretary General of United Nations نے غزہ کے issue پر جو 65 ملکوں کو invite کرکے ایک summit type کیا۔

ہم نے ہر فورم پر پاکستان کے behalf پر، پاکستانیوں اور ملک کی طرف سے ایک clear demand کی ہے کہ جو بربریت اور اسرائیل جو کچھ غزہ میں کر رہا ہے اس کو فوری طور پر بند ہونا چاہیے۔ جو humanitarian aid ہے وہ غزہ کو free flow ملنی چاہیے۔ ہم خود پاکستان کی طرف سے 09 consignments بھیج چکے ہیں، پہلے یہ consignments Egypt کے ذریعے جارہی تھیں اور چونکہ Jordon کا route relatively بہتر ہے تو اب وہاں سے recent consignments Jordan کے ذریعے جارہی ہیں۔

تیسری ہماری demand یہ ہے کہ اسرائیل کے خلاف war crimes کے حوالے سے International Court میں proceedings ہونی چاہیے اور یہ جو ہمارے فلسطینی بہن بھائیوں کا genocide ہے اس کو بالکل مکمل طور پر اور immediate ختم ہونا چاہیے۔ آپ نے دیکھا کہ کل جو ہماری موجودگی تھی Astana میں جو Shanghai Cooperation Organization کی جو meeting تھی جس میں چینی اور روسی صدور کے علاوہ جو Central Asian States اور دوسرے ممالک ہیں ان کے صدور بھی موجود تھے تو پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیراعظم شہباز شریف صاحب نے دوٹوک الفاظ میں نہ صرف غزہ کو support کیا بلکہ اسرائیل کی مذمت کی اور اس کے ساتھ ساتھ demand کی کہ International War Crimes کے تحت action ہونا چاہیے اور ہمیں 1967 سے پہلے کا فلسطین، اس کی boundaries اور القدس الشریف کا Capital تھا اسے پاکستان support کرتا ہے۔

England سے کچھ تنظیمیں تھیں انہوں نے وزارت خارجہ کو ایک مسئلہ refer کیا اور وہ یہ تھا کہ غزہ میں جو medical final year کے students ہیں، obviously وہاں ہسپتال تباہ ہو چکے ہیں، کالجز بند ہیں، وہاں جو تباہی ہے، ان کو پاکستان کسی طریقے سے facilitate کرے اور انہیں entertain کرے۔ ظاہر ہے کہ ان کی earlier education فلسطین میں ہوئی ہے اور ان institutions کی تفصیل، ان کی credibility اور ان کی rating کی جا سکتی ہے اور اس میں ثواب بھی بہت بڑا تھا تو اس حوالے سے میں نے Pakistan Medical and Dental Council کو advise کیا کہ آپ مہربانی کر

کے کوشش کریں کہ یہ جو ہمارے غزہ کے فلسطینی میڈیکل کے students ہیں انہیں ہم کسی طریقے سے accommodate کریں۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ ابھی House میں مجھے PM&DC کی طرف سے ایک خط ملا ہے وہ یہ لکھ رہے ہیں کہ reference to ہمارا لیٹر جو ہے، 'I am directed to inform that Pakistan Medical and Dental Council has pursued the request of Pakistan Foreign Office and approved the clinical rotations for the Gaza students in PMDC's recognized Medical Colleges and attached teaching hospitals in Pakistan as a special case' تو الحمدللہ یہ اب 20 اور 30 کے batches میں وہ آئیں گے اور ہمارے یہاں جو میڈیکل کالجز recognized ہیں جو PMDC کے under control میں ہیں وہ انہیں ان شاء اللہ ان کی باقی تعلیم جو رہتی ہے انہیں وہاں ملے گی اور obviously ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ پھر ڈگری کہاں سے ملے گی لیکن پاکستانی ہونے کے ناطے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے ایک humble contribution ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ چند روز پہلے میں نے tweet بھی کیا تھا کہ ہم نے نویں consignment الحمدللہ medical aid, food etc. کی بھی انہیں بھیجی ہے۔ I just wanted to share with my colleagues in the House. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you very much. Honourable Senator Zamir Hussain Ghumro Sahib wants to speak in connection with 5th July overthrown Zulfiqar Ali Bhutto's government in 1977.

Point of Public Importance raised by Senator Zamir Hussain Ghumro regarding 5th July, 1977 when Zulfiqar Ali Bhutto's Government was overthrown

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: شکریہ، جناب چیئرمین! سب کو پتا ہے کہ آج 5th July ہے اور 5th July کو پاکستان کے موجودہ Constitution میں جس Federation of Pakistan کو بنایا گیا ہے اس کے بانی شہید ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو depose کیا گیا،

Constitution کو abrogate کیا گیا، پارلیمنٹ کو ختم کیا گیا، ملک پر مارشل لاء مسلط کیا گیا اور federal نظام ختم کرکے ملک پر واحدانی طرز حکومت مسلط کیا گیا۔

جناب چیئرمین! 1977 کے بعد 22 ماہ تک ملک کے elected Prime Minister کو نہ صرف قید کیا گیا بلکہ ایک farcical trial کے ذریعے اسے پھانسی دے دی گئی جس کو judicial parlance میں judicial murder کہا جاتا ہے اور recently سپریم کورٹ کی judgement میں یہ کہا گیا کہ this was not a fair trial جس کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ this was a judicial murder اور اسی era سے پاکستان کے موجودہ حالات شروع ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ کو بعد میں fetter کیا گیا، 1985 میں 58(2)(b) کے ذریعے جنرل ضیاء نے 8th Amendment لائی، پارلیمنٹ کو continuously fetter کیا گیا اور شہید بے نظیر بھٹو کی جدوجہد اور صدر آصف علی زرداری کی جدوجہد کی وجہ سے پارلیمنٹ 2008 میں unfetter کی گئی اور پاکستان پیپلز پارٹی نے تمام اختیارات پارلیمنٹ کو 18th Amendment کے ذریعے واپس کر دیے اور ملک سے واحدانی طرز حکومت جو جنرل ضیاء اور آنے والی بعد کی حکومتوں کے دوران continue رہا اس کا مکمل خاتمہ کر دیا۔

PPP, Parliament عوام کے ساتھ رہتی ہے اور ملک میں واحدانیت طرز حکومت کو کبھی قبول نہیں کرتی اور آج بھی ملک کے جو مسائل ہیں وہ واحدانیت طرز حکومت اور Parliament کے کمزور ہونے کی وجہ سے ہے اور جو 1977 میں ہم نے جہدوجہد شروع کی تھی General Zia کی dictatorship کے خلاف وہی جہدوجہد آج تک جاری ہے۔ آج بھی Parliament fatal ہے کیونکہ اس سے 2/3rd majority چھین لی گئی ہے۔ ہم پھر بھی 2013 کی Parliament کے ساتھ رہے، ہم 2018 کی Parliament کے ساتھ رہے اس کو dissolve نہیں ہونے دیا اور ہم آج کے دن Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto, Shaheed Benazir Bhutto کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ یہ دو جو ملک کے عظیم کردار ہیں، دو عظیم لیڈر ہیں ان کی وجہ سے آج بھی جمہوریت زندہ ہے۔ عوام کے جو تھوڑے بہت حقوق محفوظ ہیں وہ ان کی قربانیوں کی وجہ سے ہیں اور ہم اس جمہوریت کو آگے بڑھاتے رہیں گے۔ عوام کے حقوق کے ساتھ کھڑے رہیں گے، پارلیمنٹ کے ساتھ کھڑے رہیں گے اور اگر پارلیمنٹ کے

اختیارات میں کسی اور ادارے نے مداخلت کی کوشش کی ہے تو ہم نے اس کو نہیں مانا، اس کی مذمت کی ہے۔ آج کا دن black day ہے اور اس دن پاکستان میں جمہوریت اور عوام کے حقوق پر جو ڈاکا ڈالا گیا ہے پاکستان پیپلز پارٹی اس کو condemn کرتی ہے اور ملک میں جمہوریت اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے لیے ہمیشہ کام کرتی رہے گی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جام سیف اللہ خان صاحب۔ جنہوں نے بات نہیں کرنی وہ mic switch off کر دیں۔ You want to speak on the same subject?

سینیٹر جام سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! میں کسی اور issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پہلے اس issue پر بات مکمل ہو جائے اس کے بعد آپ کر لیں۔

Mr. Chairman: Former MNA Rana Muhammad Hayat Khan is sitting in the gallery.

Senator Poonjo

سینیٹر پونجو: 5th July کو Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto کی حکومت کو dissolve کر کے Martial Law نافذ کیا گیا تھا۔ آج تک وہ تاریخ کا تسلسل ہے کہ جو ہمارے دوست opposition میں بیٹھے ہوئے ہیں شبلی فراز صاحب نے فرمایا کہ ملک ختم نہیں ہوا بلکہ ملک کے حالات خراب ہو گئے ہیں، معاشی بحران ہے۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ پاکستان کا مسئلہ جو تھا 5th July کو Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto کو گرفتار کر کے Martial Law نافذ کر کے ابھی تک پاکستان کی جو اعلیٰ ترقی ہونے والی تھی اس میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ پاکستان آج جس معاشی بحران کا شکار ہے اس سے کئی گنا زیادہ خوشحال ہوتا تو ہم آج کے اس دن پر Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور میں آج یہ بتانا چاہتا ہوں کہ Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto کی وہ شخصیت تھی جنہوں نے ہندوستان سے گفتگو کر کے 93000 war prisoners کو آزاد کروایا تھا۔ اس لیڈر سے محروم ہو کر 40, 45 years ہم نے گزارے ہیں وہ پاکستان کا سب سے بڑا نقصان ہوا ہے اور ہم آج یہاں اس ایوان میں یہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی غلطیاں نہ دہرائیں۔ پاکستان کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہو تو یہ جمہوری نظام چلنا چاہیے اور جمہوری نظام کے لیے سب سے زیادہ قربانیاں PPP نے دی ہیں۔

Shaheed Benazir کے بعد Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto نے شہادت نوش فرمائی اور آج کچھ فاصلے پر Asif Ali Zardari ہیں جو آج پاکستان کو مضبوط کرنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ آج بھی یہ وہ Party ہے جو پاکستان کی جمہوریت میں صحیح روح ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے، جمہوریت برقرار رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ ایک دفعہ میں پھر Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto and Shaheed Benazir Bhutto کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جان صاحب۔

<u>Senator Jan Muhammad</u>

سینیٹر جان محمد: 5th July, 1977 کو جمہوریت پر شب خون مارنے والے عمل کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ اس عمل کی وجہ سے 11 years آمریت نے ملک پر قبضہ کیا۔ لاکھوں سیاسی کارکنوں کو کوڑے مارے، سینکڑوں کارکنوں کو پھانسیاں دیں۔ سب سے بڑھ کر انہوں نے قائد عوام Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto کو پھانسی کے تختے پر پہنچایا۔ بے گناہ، جھوٹے کیس میں جس کو آج 45 years کے بعد Supreme Court نے جھوٹا قرار دے دیا ہے۔ میں اس کی سخت مذمت کرتا ہوں Shaheed Benazir Bhutto اور قائد عوام Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور آمریت کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی بولیں۔

سینیٹر سرمد علی: 5th July, 1977 کو پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن declare کریں۔

Mr. Chairman: Thank you. Anybody else wants to speak on this subject?

آپ بولیں گے؟ جی بولیں۔ اس subject پر اور تو کوئی بات نہیں کرنا چاہتا؟ 5th July پر؟ ٹھیک ہے آپ بولیں۔

Senator Saifullah Abro

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ آج کے دن کم از کم بھٹو صاحب کے موضوع پر بولنے کا وقت تو ملا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان میں شہید بھٹو جیسا لیڈر ان کی پھانسی سے لے کر آج تک نہیں آیا۔ جس بے دردی سے اس وقت کی حکومت نے، اس وقت کے فاسق نے، اس وقت کے جابر نے ان کی حکومت کا تختہ الٹا۔ اس کی ادھر مذمت ہونی چاہیے میں تو چاہتا ہوں کہ مذمتی قرارداد آنی چاہیے۔ وہ پیش کی جانی چاہیے پتا نہیں کیوں نہیں ہو رہی اور کم از کم جو ان کے followers ہیں جو بیس سال تک PPP کی قیادت سے شہید بھٹو کی بیٹی سے لڑتے رہے ان کی بھی مذمت کرنی چاہیے۔ جنہوں نے شہید بھٹو کی اولاد کو تکلیفیں پہنچائیں، شہید بھٹو کے خاندان کو جنہوں نے اذیت پہنچائی ان کی بھی آج یہاں مذمت ہونی چاہیے۔ میں دوستوں سے التجا کرتا ہوں ضمیر صاحب بیٹھے ہیں کہ یہ Resolution pass کریں۔ شہید بھٹو کو پھانسی دینا صرف ایک ظلم نہیں تھا بلکہ وہ پاکستان کے غریب عوام کے ساتھ ظلم تھا اور آج بھی ظلم ہو رہا ہے۔ وقت کے مطابق popularity ہوتی ہے وہ اس وقت کے بہت بڑے سیاستدان تھے۔ ان سے پہلے پاکستان میں کبھی ایسا سیاستدان نہیں آیا جنہوں نے سیاست کو drawing room سے نکال کر عام عوام تک پہنچایا ہو۔ ان کے بعد صرف عمران خان صاحب آئے جنہوں نے سیاست کو پورے پاکستان کے ایک ایک بچے، ایک ایک گھر تک پہنچایا۔

ہمیں اس روش کو بند کرنا چاہیے۔ ان جیسے ظالم لوگ جو شہید بھٹو کے قتل میں شامل تھے ان کی مذمت کرنی چاہیے اور ان کے لیے سزا بھی تجویز کرنی چاہیے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ جو ابھی ان کی تدفین ایوان، یہ سارا Senate میں تمام PPP کے دوستوں کو offer کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں اور ہم چلتے ہیں فیصل مسجد اور اس قاتل کی مذمت کرتے ہیں اور اس نے جو اپنی باقیات یہاں چھوڑیں ہیں ان کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ جو آج پھر وہی کام کرنے جا رہے ہیں۔ ہمیں مصلحتوں سے آگے نکلنا چاہیے ایسی روایات کو بند کرنا چاہیے۔ آج 45 years کے بعد 1979 میں بھٹو صاحب کو پھانسی ہوئی۔ 45 years کے بعد وقت کا قاضی کہہ رہا ہے کہ یہ judicial murder تھا، بھٹو صاحب واپس کیسے آئیں گے؟ اس میں جو judiciary کے لوگ

شامل تھے ان کی بھی مذمت کرنی چاہیے، جو زندہ ہیں ان کو D-Chowk پر لٹکایا جائے اور جو مر گئے ہیں ان کو قبر سے نکال کر یہاں لٹکا دیا جائے تو مزا تب ہے۔

ہمیں یہاں یہ demand کرنی چاہیے آج بھی وقت کا قاضی وہی کام کرنے جا رہا ہے پاکستان کا بڑا لیڈر عمران خان اس کے ساتھ وقت کا قاضی وہی کرنے جا رہا ہے۔ میں وقت کے قاضی سے بھی یہ demand کرتا ہوں کہ یہ نہ ہو کہ دس سال کے بعد آپ کے لیے بھی کوئی مذمت کی جائے کہ آپ نے عمران خان کو بلاوجہ قید میں ڈالا اور آپ عمران خان کو بلاوجہ سزا دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ اس کی family کی تذلیل کرنے کو تیار ہیں۔ جیسے 45 years کے بعد بھٹو صاحب کے فیصلے پر آپ کو ندامت ہے تو ایسا نا ہو کہ جو آج وقت کا قاضی بیٹھا ہے اس کو بھی کل ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: نماز جمعہ ایک بجے ہو گی تو آپ اسی topic پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟ کیونکہ ابھی میں نے اجازت دی تھی۔ آپ بات کریں۔ ایک بجے جمعہ کی نماز ہو گی۔

<u>Senator Syed Masroor Ahsan</u>

سینیٹر سید مسرور احسن: 5th July یوم سیاہ ہے، ہمیں ماضی کے تمام واقعات سے سبق سیکھنا چاہیے کہ ماضی میں کیا ہوا تھا اور اس کے بعد PPP نے تو بہت کچھ سیکھا لیکن میں دوسری Parties سے بھی کہتا ہوں کہ 5 جولائی کے اس واقعہ کے بعد تمام سیاسی پارٹیوں کو مل جل کر اس بات کو سوچنا چاہیے کہ جو باتیں ماضی میں ہوئی تھیں وہ آئندہ نہ ہوں۔ ہم نے تو وہ ساری چیزیں عملی طور پر کرکے دکھائی ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کو شہید کر دیا گیا لیکن ضیاءالحق کی موجودگی میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ پاکستان آئیں اور پاکستان میں ان کا ایک زبردست اور شاندار استقبال ہوا لیکن انہوں نے کوئی احتجاج نہیں کیا بلکہ انہوں نے کہا کہ الیکشن کراؤ۔ حالانکہ اس وقت لوگوں نے کہا کہ یہ بے نظیر کو کیا ہوا ہے کہ ضیاءالحق سے جا کر وہ حلف لے گی لیکن محترمہ بے نظیر بھٹو ایک ایسی لیڈر تھی جو دیوار کے پیچھے بھی دیکھتی تھی اور وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کی بیٹی تھی۔ میں یہ اس لیے بتانا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن تھوڑا سا جذبات میں معاملات کو کسی اور طرف لے جانا چاہتی ہے یا کسی اور کے اشارے پر کام کرنا چاہتی ہے لیکن کسی اور کے اشارے پر کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سیاسی لوگ سیاسی ہونے چاہیئں۔ ان کو آپس میں یک جہتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ کئی مرتبہ یہاں پر بھی

شعر پڑھے گئے اور پورے ہاؤس کو کہا گیا کہ یہاں پر تو کسی کو شعر و شاعری سے دلچسپی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر جیسا کہ ہمارے قائد حزب اختلاف صاحب بول رہے تھے کہ یہ ہوا چلی ہے اور یہ سب کو اڑا کر لے جائے گی۔ یہ کس کے اشارے پر باتیں کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ شعر میں جواب دیں۔

سینیٹر مسرور احسن: میں شعر میں جواب دے دوں گا۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

جناب چیئرمین! یہ اس کا جواب ہے۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور شہید رانی نے ان تمام تر حالات میں الیکشن میں حصہ لیا اور الیکشن میں بھی ان کو محدود کیا گیا جو عوامی طاقت تھی اس کے مطابق ان کو مینڈیٹ نہیں دیا گیا لیکن پھر بھی ہم نے قبول کیا اور ہماری حکومت صرف 18 ماہ چلی۔ ہماری حکومت کو بھی ختم کر دیا گیا۔ سب کو معلوم ہے کہ اس وقت IJI بنائی گئی اور اس کے ذریعے پیپلز پارٹی کو دبانے کی کوشش کی گئی لیکن ہم نے اس کو بھی تسلیم کیا اور ہم آگے بڑھتے رہے۔ ہماری جو انتہائی مخالف جماعت تھی پاکستان مسلم لیگ (ن) جس نے ہمارے لیڈر آصف علی زرداری صاحب کی تھانے میں زبان کاٹنے کی کوشش کی۔

(مداخلت)

سینیٹر سید مسرور احسن: درمیان میں مداخلت نہ کریں۔ میں بہت دنوں سے آپ کو سن رہا ہوں۔

Mr. Chairman: Please address the Chair.

سینیٹر سید مسرور احسن: ہم نے پھر بھی صبر کیا اور ہم نے Charter of Democracy پر دستخط کیا اور اس کے مطابق ہم آج تک چل رہے ہیں۔ میں اب بھی اپوزیشن کے لوگوں سے کہتا ہوں کہ دیکھیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے ہاتھ میں بھی کچھ نہ آئے اور سیاسی لوگ مارے جائیں۔ کوئی ایسی سازش کا شکار نہ ہوں جس کی آپ تلاش میں ہیں۔ ہمیں 5 جولائی کے واقعات سے سیکھنا چاہیے اور ان باتوں کو سیکھتے ہوئے پاکستان کے بہتر مستقبل کے لیے بات کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you very much. Please Jan Sahib.

سینیٹر جان محمد: جناب چیئرمین! میں نے ایک گزارش کرنی تھی۔ ایک اہم issue ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اس کو windup کرتے ہیں۔

سینیٹر جان محمد: جناب چیئرمین! پانچ منٹ رہتے ہیں۔ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس پر بات کر سکوں۔

جناب چیئرمین: اگر آپ نے کسی اور issue پر بات کرنی ہے تو پھر کسی اور دن کر لیں۔

سینیٹر جان محمد: جناب چیئرمین! میں پانچ منٹ میں بات کر دیتا ہوں۔

Mr. Chairman: Please all take your seats.

جب 1973 میں آئین پاکستان بنا۔ آپ سب لوگ تشریف رکھیں۔ جب Chair address کر رہا ہو۔ جب آئین بنا تو وہ آئین پہلے unicameral تھا۔ اس unicameral system میں کافی deprivation ہو رہی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ مشرقی پاکستان، بنگلادیش deprive ہوا کیونکہ ان کی حق کی بات نہیں ہو رہی تھی۔ 1973 میں bicameral system بنا جس میں آج آپ تشریف رکھتے ہیں۔ This bicameral system is a product of 1973 Constitution اور اس آئین میں House of the Federation وجود میں آیا۔ آج جو چھوٹے صوبے ہیں ان میں احساس محرومی ہے۔ یہاں پر تمام صوبوں کی برابر کی نمائندگی ہے۔ تو اس لیے اگر یہ چیزیں پہلے ہوتی تو ہم سے مشرقی پاکستان جدا نہ ہوتا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ House of the Federation کی وجہ سے بہت سے افراد کی جو توقعات تھیں وہ پوری ہوئیں۔ 2008 میں Charter of Democracy between political parties, between Mohtarama Benazir Bhutto Shaheed, Mohammad Nawaz Sharif Sahib and all the political forces, they joined hands together اور انہوں نے تہیہ کیا کہ 1973 کے آئین کو واپس بحال کیا جائے۔ I will give the credit to all political forces of this country جنہوں نے 2008 میں مل کر 1973 کے آئین کو بحال کیا اور آج جو آپ کو لولی لنگڑی جمہوریت نظر آ رہی ہے وہ اس کے مرہون منت ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میرے ہٹنے سے فرق نہیں پڑتا مگر سسٹم جاری رہنا چاہیے۔

I will pay homage to the internationally recognized Leader Zulfiqar Ali Bhutto. Thank you very much.

I will now read out the prorogation order received from the President.

> "In exercise of the powers conferred by Clause 1 of the Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, hereby prorogue the Senate session summoned on 4th July, 2024, on the conclusion of its business on 5th July, 2024.
>
> Sd/-
> (Asif Ali Zardari)
> President of Pakistan"

[The House was then prorogued sine die]